یہ اخبار ہفتہ وار ہر دوشنبہ کے دن روز بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

شرح قیمت اخبار معہ محصول ڈاک

سالانہ ششماہی

خریداران ممالک بیرون سے ... ... فی شلنگ چھ شلنگ

عام سے ... ... چھ روپیہ چار روپیہ

طلبا اور کم استطاعت اصحاب سے بشرط تصدیق للہ عاہ

بغیر چندہ سالانہ یا ششماہی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا

نمونے کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر مفت روانہ ہوگا

شرح اجرت اشتہارات و مضامین مفید

تجارتی اشتہارات کی اجرت بذریعہ خط و کتابت فیصل ہوگی

مضامین مفید عام اور خبریں مفت درج کی جائیں گی۔

ترسیل زر

ہر قسم کی ترسیل زر سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہئے روپیہ منی آرڈر یا رجسٹری کے ذریعہ بھیجنا چاہئے۔ ورنہ مطبع ذمہ دار نہ ہوگا

وکیل

THE VAKIL AMRITSAR

ایڈیٹر منشور فضل شیخ غلام محمد مختار عدالت

عدد ۶ | امرتسر تاریخ ۶ شہر جمادی الاخری سنہ ۱۳۱۸ ہجری مطابق ۶ اکتوبر سنہ ۱۹ عیسوی یوم دوشنبہ | جلد ۶ نمبر ۲۷

وکیل

امرتسر مطبوعہ ۶ جمادی الاخری سنہ ۱۳۱۸ ہجری مطابق ۶ اکتوبر سنہ ۱۹ عیسوی یوم دوشنبہ جلد ۶ نمبر (۲۷)

حجاز ریلوے

ے اون لبوں نے نہ کی مسیحائی ✤ ہمنے سو سو طرح سے مر دیکھا

حجاز ریلوے کے بارہ میں ہمنے بہت کچھ لکھا۔ بلکہ اگر تعلی نہ سمجھی جاوے تو اخبار وکیل ہی کو یہ فخر حاصل ہے کہ ابتدا میں جب اسکا سان وگمان بھی نہ تھا تو اسی اخبار نے یہ خیال پیدا کیا۔ اور خدا کے فضل سے آج یہ نوبت پہونچی کہ جو بات فقط قوت تخیلہ میں تھی وہ اسطرح عملاً ہوتی نظر آتی ہے۔

دور دور کے ممالک میں مسلمانوں نے وہ ہمت دکھائی جو ہر طرح سے قابل تحسین ہے۔ جابجا چندہ کی فراہمی کے لئے باضابطہ کمیٹیاں اور مجلسیں قائم کیں اور فقط کاغذی کارروائی پر قناعت نہ کی۔ بلکہ عملی طور پر بہت سا روپیہ فراہم کرکے آستانہ عالیہ میں بھیج بھی دیا اور اب بھی بھیج رہے ہیں مگر ہمارے ہندوستان جنت نشان کے مسلمانوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ ہمنے سنا ہے کہ بعض بہانہ جو طبیعتوں نے یہ دیکھو مسئلہ ایجاد کیا ہے کہ کہیں گورنمنٹ کو خلاف طبع نہ ہو۔ لاحول ولا قوۃ برٹش گورنمنٹ کو ایسا تنگ خیال سمجھنا سخت کافرنعمتی ہے۔ یہ وہ آزاد خیال گورنمنٹ ہے جسنے معرکہ روم و روس میں مسلمانوں کو روپیہ بھیجنے سے مزاحمت نہ کی۔ حالانکہ اُسوقت سلطان روم ایک عیسائی سلطنت کے ساتھ برسر پرخاش تھے اور عیسائی سلطنت بھی کونسی جسکا حضرت ملکہ معظمہ کے ساتھ سمبنیانہ ہو۔ (کیونکہ عالیجناب ڈیوک اوف ایڈنبرا جو پچھلے مہینے میں انتقال کر گئے ہیں۔ موجودہ زار روس کے دادا ایلگذنڈر دوم کے داماد تھے) جب ایسے وقت پر گورنمنٹ نے کوئی مداخلت نہ کی بلکہ اپنی توسط سے روپیہ بھجوایا تو اس کام کو جسکا کسی سلطنت سے کوئی تعلق نہیں۔ اور جو ایک محض مذہبی کام ہے گورنمنٹ کیوں بدگمانی کی نظر سے دیکھیگی۔ ہم یہ روپیہ سلطان یا اوسکی گورنمنٹ کو نہیں دیتے بلکہ جسطرح سلطان نے مسلمان ہونیکی حیثیت سے اسمیں حصہ لیا ہے ہم بھی بحیثیت مسلمان اوسی سرگرمی کے ساتھ شریک ہو سکتے ہیں اسمیں کسی شخص یا سلطنت کی کوئی قید نہیں بیت اللہ اور روضہ رسول اللہ صلعم ہر ایک کلمہ گو کے لئے عام ہے کہ وہ دولتمند ہو۔ یا مفلس۔ بادشاہ ہو۔ یا گدا۔ ویسا ہی قابل زیارت ہے۔ ہم اس روپیہ کی فراہمی میں سلطان یا انگلی گورنمنٹ پر کوئی احسان نہیں کرتے ہمارا مقصود اس میں فقط یہ ہوگا۔ کہ ہم مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں خود بھی سہولت سے پہونچیں اور دیگر مساکین اور ضعیفوں کو جو مفلسی یا ناتوانی یا کبر سن کے ہاتھوں اس نعمت عظمی سے محروم رہتے تھے بآسانی پہونچا سکیں۔ نص قرآنی کے رو سے حجاج اور غازیوں کے راستے سے کانٹے صاف کرنا اسلئے موجب ثواب قرار دیا گیا ہے کہ انکی صعوبت سفر میں فی الجملہ تخفیف ہو تو اس اعتبار اور توجیہ سے اجرائے ریل بدرجہ اولے موجب ثواب ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس صورت میں تخفیف کیا صعوبتوں کا خاتمہ ہو جائیگا۔ مگر یہ دلائل اُن لوگوں سے کہی جائیں جنکے کان سننے کے لئے موضوع ہوں ہمارے ملک کے مسلمانوں نے تو کچھ ایسی غفلت اختیار کر رکھی ہے کہ لاکھ کہیئے وہی نہیں قوم کی یہ حالت دیکھکر ہم تو یہ سمجھ چکے ہیں کہ یا تو ہمارے قلم میں زور نہیں اور یا قوت تحریر کچھ ایسی بودی ہے کہ ناظرین کے دلوں میں ذرا بھی گدگدی نہیں لیتی یا قوم کی طبیعتیں کچھ ایسی بجھی ہوئی ہیں کہ اُنسے کوئی بات کہنا گویا پتھر پر جونک لگانا ہے۔ مگر ایک عنایت فرما کے نوازشنامہ مورخہ ۲۰ ستمبر سے معلوم ہوا کہ مدراس کے دو عالی ہمت مسلمانوں نے اس کار خیر میں بڑھکر حصہ لیا جزاھم اللہ فی الدارین خیرًا۔ ان بزرگواروں کے اسمائے مبارک بقید تعداد چندہ حسب ذیل ہے ✤

جناب حاجی محمد حنیف صاحب دو ہزار روپیہ۔ جناب مولوی حاجی ضیاء الدین محمد صاحب۔ ایکہزار روپیہ حق تعالیٰ انہیں اس حسن عمل کے لئے دین اور دنیا کی برکتوں سے کامیاب کرے۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مطہر انسے خوش ہو۔ اور دیگر مسلمانوں کو انکی تقلید نصیب ہو۔ ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان ہیں۔ یہ ممکن نہیں کہ باوجود افلاس و فلاکت زدگی ان چھ کروڑ میں دس لاکھ مسلمان بھی ایسے نہ ہوں جنپر زکوٰۃ واجب ہے۔ پس اس حساب سے یہ دس لاکھ کا گروہ۔ اگر دو دو روپیہ کی قلیل رقم اس کار خیر میں جدا کریں تو بیس لاکھ

کی معقول رقم دنوں میں جمع ہو سکتی ہے۔ آخر میں ہماری اس مقلب القلوب کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہی ہمارے بھائیوں کے دلوں کو اس امر اہم کیطرف متوجہ کرے۔ اور اپنے اسلامی اخباروں کے اڈیٹر صاحبان کیخدمت گذارش ہے کہ وہ اس معاملہ میں قلمی خدمت سے دریغ نفرماویں ادالدال علی الخیر کفاعلہ کے مستحق ہوں۔

نیم حکیم خطرۂ جان

اس مضمون کی تحریر کی زیادہ تر محرک ایک مراسلت ہوئی ہے جو ہمارے پاس اس ہفتہ میں ہمارے دوست حکیم عبدالرؤف صاحب نے بغرض اشاعت بھیجی ہے۔ حکیم صاحب موصوف مدرسہ طبیہ دہلی کے سند یافتہ ہیں جسکے بانی مبانی حاذق الملک حکیم عبدالمجید خان صاحب ہیں۔ صاحب مراسلت چونکہ مدرسہ طبیہ میں پانچ چھ برس تعلیم پا چکے ہیں اور وہانکے نصاب تعلیم سے بخوبی واقف ہیں اسلئے انہوں نے بہتیرا زور اس امر پر دیا ہے کہ قوم اسکی ترقی میں کوشش کرے۔ ہمیں اپنے دوست سے نہ صرف اتفاق ہے۔ بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ اس دائرہ کو زیادہ تر وسعت دیجائے۔ کیونکہ فقط ایک مدرسہ سارے ہندوستان کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔ کم سے کم ہر ایک صوبہ میں ایک ایک کالج طب یونانی کا پرائیویٹ چندے اور گورنمنٹ گرانٹ ان ایڈ سے قائم ہو۔ جو باضابطہ انسپکٹروں کے زیر نگرانی بھی ہو اور جس میں ویسے ہی قواعد اور قیود ہوں جو دیگر امدادی مدرسوں کے لئے موضوع ہیں اور وہانکے پاس یافتوں کے سوا اور کسیکو یونانی علاج کرنے کی اجازت نہ ہو۔ ہمارا آخری فقرہ ضرور ہے کہ بعض صاحبوں کو کچھ تعجب انگیز معلوم ہو۔ مگر اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ ملک کی موجودہ حالت نے ہمیں اس رائے کے قائم کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ فارسی کی وہ پرانی اور مشہور مثل۔ مرد بیکار یاشود غرہ یاشود بیمار، امتداد زمانہ اور مرور ایام کے سبب سے اصلاح طلب ہو گئی ہے۔ اور بجائے لفظ بیمار کے اگر لفظ حکیم رکھدیں تو کچھ بیجا نہ ہوگا۔ ہم روز مرہ دیکھ رہے ہیں کہ بہت سے عامی اور جاہل جب انہیں کسی دفتر یا محکمہ میں معاش کی صورت نظر نہیں آتی یا ملازم ہو کر بباعث اپنی نالیاقتی کے موقوف ہو جاتے ہیں یا جنکی پاس کافی سرمایہ یا واجبی ٹریننگ نہیں ہوتی جسکے رو سے کوئی تجارت کر سکیں تو فوراً بغیر کسی یا قرابا دین قادری سے (بشرطیکہ خود حرف شناس ہوں) کچھ نسخے نکالکر اور اناپ شناپ دس پانچ شیشوں میں پھر کر حکمت کی دوکان کھول بیٹھتے ہیں یا جھوٹے اشتہار اخباروں میں دیکر ہزاروں بندگان خدا کو ٹوٹکے کی چوٹ لوٹتے ہیں۔ ان مدعیان حکمت میں اکثر تو بے علم محض ہوتے ہیں۔ علاج تو درکنار۔ مرض کا صحیح نام بہنہ سے نکالنا انکے لئے مشکل ہے۔ سبب۔ علامت اور تشخیص انکی بلا جانے اونہیں بنے پیسوں سے غرض ہے۔ چونکہ یہی ایک صیغہ اسوقت بے قید ہے اسلئے انکا جولانگاہ بنا ہوا ہے اور بیچارے سادہ لوح زود اعتقاد خدا کے بندے انکے تختۂ مشق ہوتے ہیں۔

اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہندوستان جیسے ملک میں جہاں بہت سے نادر اور حکمی نسخے (عادت قدیم کے سبب سے اور نیز اس وجہ سے کہ یہانکے لوگ ابتک پیٹنٹ اور کاپی رائٹ کے نافع اصولوں سے ناآشنا ہیں) یا تو سرے سے معدوم ہو گئے ہیں۔ یا خال خال سینہ بسینہ چلے آتے ہیں اور اس لحاظ سے ممکن ہے کہ کوئی خاص نسخہ کسی خاص مرض کا کسی خواندہ جاہل کے ہاتھ لگ جاوے تاہم محض اس امید موہوم پر جان کو جوکھوں میں ڈالنا اور اپنے آپ کو ایک آن پروفیشنل آدمی کے تحویل میں دینا سخت ناعاقبت اندیشی کی دلیل ہے۔ اسی لحاظ سے اصول کے رو سے ہم ایسے مدعیان حکمت کے مخالف ہیں ورنہ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ بعض انمیں سے ایسے بھی ہونگے جنکے پاس بعض امراض کے مجرب اور حکمی نسخے ہوں۔ ایسے آدمیوں کو چاہئے کہ ان نسخوں کو حسب ضابطہ پیٹنٹ کرائیں تاکہ اونکے اجرائے کا نافع اور بے ضرر ہونا مسلم ہو۔ ورنہ بصورت دیگر اونکی ہر ایک دوا مشکوک اور انکا ہر ایک نسخہ خوفناک متصور ہونا چاہئے۔ ہماری مہربان گورنمنٹ جس نے شفاخانوں کے لئے لاکھوں روپیہ وقف کئے ہیں اور طاعون کے انسداد کے لئے کروڑوں صرف کر ڈالے ہماری حفاظت جان کی رخنہ بندی میں کسی موقع پر دامے درمے قدمی کبھی کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا نہ معلوم کس سبب سے اس مزمن مرض کے علاج کیطرف متوجہ نہیں ہوتی۔ تعجب ہے کہ اکسٹرا اسسٹنٹی سے لیکر ہیڈ کلرکی اور پنسال نویسی اور بیرسٹری سے لیکر عرضی نویسی تک کے امتحان تو مقرر ہوں۔ کوئی دس روپیہ کا کلرک بدون خاص امتحان دینے لائق ملازمت نہ سمجھا جاوے مگر اس سخت ذمہ داری کے فرض کے لئے کوئی امتحان کی قید نہ ہو بلکہ کوئی معیار تک مقرر نہ ہو۔ سترہ برس گیارہ مہینے کا لڑکا اگر دس روپیہ کا تمسک لکھدے تو نابالغی کا عذر یقینی طور پر قبول ہوگا اور عدالت اوسے ناقابل معاہدہ قرار دیگی مگر بارہ برس کا لونڈا حکیم بنکر اگر پچاس مریضوں کو ہلاک کر ڈالے تو کوئی تحقیقات نہ ہوگی تعجب ہے۔ کہ دس روپیہ کے لئے تو اسکا ہڑی تمسک قابل پذیرائی نہیں۔ اور لکھنے والا نابالغ اور پچاس آدمیوں کی جان لینے کے لئے اوسکا نسخہ واجب التعمیل سمجھا جاوے۔ اور حکیم جی بالغ۔ شاید جواب میں یہ کہا جاوے کہ ہندوستان بلکہ کل بلاد شرقیہ میں رسم قدیم کے موافق کبھی طب کا امتحان نہیں ہوا اسلئے گورنمنٹ ایک پرانی رسم میں مداخلت کرنا پسند نہ کریگی۔ ہم کہتے ہیں کہ بلاد شرقیہ اور ہندوستان میں اور کس فن کا امتحان لابدی تھا۔ جو اسکا ہو یہاں کوئی یونیورسٹی علم ادب کی نہ تھی۔ مگر پھر بھی بڑے بڑے انشا پرداز اسی خاک پاک سے اٹھے۔ یہاں کوئی کالج فنون مالیہ کا نہ تھا مگر بڑے بڑے دقیقہ رس فینانس منسٹر ہو گذرے۔ یہاں کوئی باقاعدہ ملٹری کالج نہ تھا۔ مگر ایشیا کی بعض جنگجو قوموں نے ربع مسکون کو ہلا ڈالا۔ کبھی کوئی باضابطہ حساب کی تعلیم نہ ہوئی مگر یہاں کے محاسب زمانہ میں مشہور رہیں۔ بات یہ ہے کہ تعلیم اور تربیت تو سب کچھ ہوتی تھی اور بدون ہوئے چارہ بھی نہ تھا مگر جسطرح آجکل کے زمانہ میں ایک ضابطہ اور سلسلہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ اوسطرح پر نہ ہوتی تھی مثلاً علم ادب یا دیگر فنون جسکے لئے اگرچہ کوئی خاص یونیورسٹی نہ تھی مگر بڑے بڑے استاد۔ یا یوں کہیں کہ اس فن کے امام سرکار کیطرف سے وظیفہ خوار ہوا کرتے تھے جنہیں ہماری جاگیریں اور اوقاف محض اسلیے عطا ہوتے تھے۔ کہ وہ طلبا کو اس فن کی تکمیل کرائیں اور جو انمیں سے مفلس اور کم استطاعت ہوں انکی امداد بھی کیجاوے۔ جب کوئی طالب علم ایسے استاد کے ہاتھ سے دستار فضیلت باندھکر نکلتا تھا۔ تو یہی اوسکی تحصیل کی ڈگری سمجھی جاتی تھی اور کسب معیشت اور حصول ملازمت کے لئے سند ہوا کرتی تھی۔ اسکا اثر آجتک علما میں پایا جاتا ہے اور ہر روز دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ آجکل کے مولوی بھی کسی طالب علم کو اوسوقت تک مولوی نہ کہینگے جب تک کہ وہ کسی مستند استاد سے دستار فضیلت سر پر نہ بندھوائے اور اس سے فاتحہ فراغ نہ پڑھوائے۔ جسے انکی اصطلاح میں فارغ التحصیل کہتے ہیں۔ اور زمانہ سلف کے لوگ تو ان ڈگریوں کے معاملہ میں یہانتک کنسرویٹو تھے کہ بوعلی سینا جیسے فاضل اجل کو باوجود اس علم و فضل اور تبحر علمی کے آخری وقت تک حکیم کا خطاب محض اسوجہ سے نہ دیا۔ کہ وہ راگ سے ناآشنا تھے اور حکیم کے لئے جامع ہونا ضروریات سے تھا یہی باعث تھا۔ کہ وہ شیخ الرئیس کہلائے مگر حکیم کے معزز لقب سے ممتاز نہ ہوئے۔

اسیطرح اگرچہ کوئی ملٹری کالج نہ تھا مگر تعلیم حربی تو ہر ایک گھر میں ہوا کرتی تھی کوئی ایسا امیرزادہ نہ ہوگا جسکو نو دس برس کی عمر سے گھوڑی کی سواری۔ تیراندازی۔ سواری کے اور کرتب (جواب قریبًا قریبًا معدوم ہو گئے ہیں) بندوق کا نشانہ لگانا نہ سکھائی ہو فن کے استادوں سے تعلیم نہ دلائی جائے اور اسکے ساتھ بیسیوں اسکے وابستگان اور عزیزوں کی تربیت نہ ہوتی ہو۔ اس معاملہ میں یہانتک اہتمام تھا۔ کہ جب کوئی امیرزادہ ان فنون میں واقف ہو جاتا تو جب تک پادشاہ وقت یا جہان پادشاہ نہ ہو تو صوبہ دار اسکا مجاز نہ لیتا اسکے کوئی عہدہ فوج میں نہ مل سکتا اور اگر امتحان میں پورا اتر آئے تو اسے صدی دو صدی وغیرہ کا رتبہ علی قدر مراتب ملتا اور وہاں سے وہ اپنی کارگذاری اور حسن خدمات کے عوض میں بتدریج ترقی کرتا۔

جسطرح اور فنون اور علوم کے استاد گورنمنٹ کیطرف سے عام رعایا کی تعلیم کے لئے معین تھے اسیطرح اس شریف فن (طب) کے لئے بڑے بڑے نامی اطبا سرکار کیطرف سے ملک کے ہر ایک حصہ میں مقرر تھے جنکی بیش بہا جاگیریں تھیں اور جنکا فرض تھا۔ کہ طلبا کو اس فن کی تعلیم دیں اور اپنے مطبوں میں اپنے سامنے تجربہ کرائیں اور جب اونکی تعلیم کامل و تجربہ کافی ہو تو انہیں فارغ التحصیل قرار دیکر اجازت دیں کہ وہ اپنے طور پر مریضوں کا علاج کیا کریں حق تو یوں ہے کہ اگلے زمانہ کا معیار آج کل کے امتحان سے زیادہ سخت تھا۔ موجودہ طریق امتحان میں اتفاقی کامیابی ممکن ہے۔ جیسا کہ مشاہدہ اور تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ بعض اوقات نالائق طلبا امتحان میں کامیاب ہو جاتے اور لائق سے لائق لڑکے فیل ہو جاتے ہیں۔ مگر اوس پرانے طریق کے امتحان میں اتفاقیہ کامیابی ناممکن تھی۔ وہ ایکدن کا امتحان نہ تھا جسمیں حسن اتفاق اپنا کام کر جائے وہ برسوں کا ہر روزہ امتحان تھا جو استاد ہر روز لیا کرتا تھا اور جس امتحان میں وہی پورا اترتا تھا۔ جسکی ذہانت اور قابلیت پر کبھی استاد کو شک کرنیکا موقعہ نہ ملا ہو ہاں اگر اب بھی پرائیویٹ چندہ یا گورنمنٹ کی امداد سے کوئی ایسے طبی مدرسے قائم ہوں

جن میں مسلمہ قابلیت کے حکیموں کی سرپرستی ہو تو کوئی ایسا شخص نہ ہوگا جو اس سے مستفید ہونے کی خواہش نہ کرے۔ ہمارے زمانہ میں جو اکثر پرانی وضع کے یونانی طبیب مریضوں سے فیس لینا اپنی وضع کے خلاف سمجھتے ہیں اور اکثر اپنے پاس سے امراض مختلفہ کے دوا بھی دیتے ہیں اسکی بنیاد سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہ زمانہ سابق میں گورنمنٹ وقت کیطرف سے اُنہیں بڑی بڑی جاگیریں محض اسی غرض سے ملا کرتی تھیں کہ وہ طلبا کو تعلیم دیں اور مساکین اور غربا کا علاج مفت کریں اور امرا میں سے اگر کوئی انکی خدمت کرنا چاہے تو اپنی مرضی کے مطابق کسی بہانہ سے اُنہیں کچھ پیشکش کرے نہ فیس کے طور پر۔ بلکہ نذر کے طریق پر اب اگرچہ یہ رسم جل گئی مگر بل بھی بدستور باقی ہے نہ وہ وظیفہ رہے نہ جاگیریں۔ مگر عادت جو آبا و اجداد سے چلی آئی اوسے وضعداری کے لحاظ سے کم و بیش نباہ ہی چلے جاتے ہیں۔

ابھی تھوڑے دن ہوئے ہیں کہ انگلستان میں بھی کوئی ڈاکٹر اپنی فیس کی دعوی کسی مریض پر قانوناً نہ کر سکتا تھا۔ مگر وہاں اسکا اصول بالکل جداگانہ تھا وہ یہ تھا کہ ایسے شریف کام یعنے بنی نوع انسان کی جان بچانے کا کوئی معاوضہ نہیں ہو سکتا۔ مگر ہندوستان میں یہ بات نہ تھی یہاں فقط یہی وجہ تھی کہ طبا کو سلطنت عمداً کسب معیشت سے ایسا بے نیاز کر دیتی تھی کہ اونہیں کسیکی احتیاج نہ رہتی تھی۔ بلکہ انہیں یہانتک وسعت اور فارغ البالی ہوا کرتی تھی کہ وہ علاوہ تجویز نسخہ کے دواتک اپنی گرہ سے دیا کرتے تھے۔

مقام غور ہے کہ ایسے ملک میں اور ایسے لوگوں کو جو صدیوں سے اس قسم کے بے غرض علاج کے پشتوں سے عادی چلے آتے ہوں۔ ایسے جاہل خام طمع کے ہاتھ میں دے دینا کتنا انصاف کا خون کرنا ہے نظر بحالات موجودہ ہم قوم سے التماس کرتے ہیں کہ وہ ہمت کرکے موجودہ طبی تعلیمگاہوں کی ترقی میں کوشش کریں اور جس جگہ ایسی درسگاہیں موجود نہ ہوں وہاں قائم کریں۔ گورنمنٹ ضرور ہی حسب قاعدہ انکی امداد کریگی۔ اور گورنمنٹ یہ قانون پاس کردے کہ سوا اُن لوگوں کے جو ان درسگاہوں یا دیگر مدرسوں سے پاس ہوں۔ (جو گورنمنٹ اپنی پسند کے مطابق تجویز اور قائم کرے) اور کوئی شخص مریضوں کا علاج نہ کرے اور اس حکم کے خلاف ورزی کرنے والے کے لئے کوئی تعزیر مقرر کیجاوے۔ (باقی آیندہ)

اخبار پائونیر مطبوعہ ۲۶ ستمبر میں ایک نوٹ دیا گیا ہے جس میں ایڈیٹر نے بابو رامیش چندر دت سی۔ آئی۔ ای پر بہت کچھ خفگی کا اظہار کیا ہوا ور خوب ہی جی کھولکر زہر اگلا ہے۔ ہمیں اگرچہ بابو صاحب کے اوس مضمون دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا جس سے پائونیر جیسا متحمل اور کوہ وقار اخبار جامہ سے باہر ہوگیا۔ تاہم سیاق عبارت سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اوسکا حاصل یہ تھا۔ کہ "موجودہ قحط محض انگریزی بہ نسقی کا نتیجہ ہے"۔ اسکے جواب میں اخبار مذکور نے زمانہ سابقہ کے تین چار قحطوں کا ذکر کیا ہے ایک تو اکبر کے عہد اور ایک اورنگ زیب کے زمانہ میں اور سب سے آخری اور سب سے خوفناک قحط کو کسیقدر تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے جو سمت ۱۹۴۶ ہندی مطابق ۱۸۹۶ء میں ہوا تھا۔ اسکی جان ستان تکلیفوں کو بڑی آب و تاب اور طمطراق سے بیان کیا ہے۔ ہزاروں معصوم بچوں کا روٹی کے واسطے جان دینا اور جنگلی درندوں کا شہروں کے گلی کوچوں میں بے خوف و خطر در آنا اور ہزاروں آدمیوں کو پہاڑ تا کچھ ایسی طرح بیان کیا ہے کہ خواہ نخواہ ہی قت آتی ہے۔ اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ بابو صاحب کا یہ فقرہ (بشرطیکہ اسیطرح پر ہو) کہ قحط انگریزی حکام کی بدنظمی کا نتیجہ ہے کسیقدر مبالغہ سے مملو ہے۔ مگر پائونیر کی تردید ہی غلو سے خالی نہیں جیسا بن قحطوں کا اوسنے اپنے نوٹ میں اشارہ لکھا ہے۔ اگر سانہ ہی اکبر اور شاہجہاں اور اورنگ زیب کے انتظام قحط کے سامان ہی بہ تفصیل یا کم سے کم بالاجمال لکھتا تو ہم اوسکی انصاف پسندی کے قائل ہوتے۔ مگر اُن مساعی جمیلہ اور لاانتہا کوششوں کو سرے سے قلم انداز کرنا اور تصویر کا ایک پہلو دکھانا انصاف کے حلقوم کو گند چھری سے ریتنا ہے۔ اکبر اور شاہجہان تو انگریزی مورخوں کے نزدیک بھی بڑی رحمدل اور نیک نیت بادشاہ ہوگذرے ہیں انہوں نے جو کچھ انتظام اپنی رعایا کے رفع تکلیف کے لئے ان موقعوں پر کیا اوس سے تاریخ کے صفحے بھرے پڑے ہیں۔ مگر اورنگ زیب کا انتظام قحط ہم ایک مستند انگریز مورخ کی تاریخ سے ترجمہ کرکے عوام کو دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ اس بادشاہ نے جسکو بعض جاہل اور کج فہم لوگوں نے متعصب اور ظالم قرار دیا ہے۔ کیا کچھ کیا۔

مشرقی یورپ میں پھر کچھ ہولناک صورت نظر آرہی ہے مگر ایکے خدانخواستہ حضرت خلافت پناہی بذات خاص کوئی فریق نہیں بلکہ دو عیسائی ہمسائے رومانیا اور بلگیریا دست گریبان ہوتے نظر آتے ہیں۔ اس فساد کی بنیاد اوس مفسد کمیٹی سے شروع ہوئی ہے جو صوفیا دارالسلطنت بلگیریا میں ہے۔ اسکا اصلی مقصد یہ ہے کہ مقدونیہ ہمیشہ کے لئے سلطان کی اقتدار سے نکل جائے اور بلگیریا کو ملجائے۔ اگرچہ آجتک اسکی مفسدانہ کوششیں ہمیشہ ہی اکارت گئیں مگر یہ اپنی شرارت سے کبھی باز نہ آئی۔ اب وجوکہ سلطنت بلگیریا اسکی طرفداری پر ہے اسکی حالت نہایت نازک ہو رہی ہے اور اسکی یہ نوبت ہوگئی ہے کہ لوگوں سے دھمکا کر روپیہ بجبر لیتی ہے۔ تازہ ترین واقعہ یہ ہے کہ رومانیا کی پولیس نے ایک بلگیریا کے اخبار کے کارسپانڈنٹ مسمی کزالف کو ڈاک کے صندوق میں ایک خط ڈالتے ہوئے پکڑا۔ جو روڈس لاف وزیر داخلیہ کے نام تھا۔ اسمیں پروفیسر ہجلینو کے قتل کی خبر تھی اور ساتھ ہی یہ بھی شکایت کہ بلغاریہ کا ڈبلومیسک ایجنٹ تہنیو فارف نکما ہے اسلئے کوئی اور شخص بجائے اوسکے مقرر ہو۔ اگرچہ صوفیا والے کزالف اور اسکے تعلقات سے لاعلمی بیان کرتے ہیں۔ مگر کوئی عقل سلیم تسلیم نہیں کر سکتی کہ کسی عامی کو بلا تعارف اور تعلق کے ایک بڑے رکن سلطنت سے اسطرح بے تکلف خط و کتابت کی جرأت ہو سکے۔ علاوہ بریں رومانیا کی پولیس کو اس مفسد کمیٹی کے سکرٹری کا لکھا ہوا خط دستیاب ہوا جس میں لکھا تھا کہ سرافیر پریذیڈنٹ کمیٹی چند افسر بہ تبدیل لباس بخارسٹ (دارالسلطنت رومانیا) میں بدیں غرض روانہ کرنیوالا ہے کہ وہانکا جیل خانہ ڈنیامیٹ سے اڑا دیں۔ اور مقدونیہ کے مفسدوں کی مخلصی ہو جاوے۔ گورنمنٹ رومانیا نے جو شکایت بلگیریا سے کی تو یہ جواب ملا کہ جب تک ملزموں پر

محاربہ ٹرانسوال

لنڈن ۲۲ ستمبر۔ آزاد شدہ قیدیوں کا بیان ہے کہ ڈلاری رسٹن برگ کے پاس ڈیرہ ڈالے ہوئے ہے اور اُسکے پاس ۷۰۰ بوائر دنکے قیدی ہیں جو اپنی حلف توڑنا نہیں چاہتے جو انہوں نے اس مضمون کی اٹھائی ہوئی ہے کہ ہم کسی فریق کے طرفدار نہ ہونگے۔ لارڈ رابرٹ پریٹوریا میں واپس آگیا ہے۔ ٹرینن ہل پارلیمنٹ کیمپ میں تیسری دفعہ پڑ ہا گیا۔ لارڈ رابرٹ اب جنوبی افریقہ میں بہت دن نہ رہینگے +

لنڈن ۲۳ ستمبر۔ لارڈ میتھان نے بویروں کے ایک بڑی قافلہ کو ری برگ اور بلوم ہاف کے درمیان تباہ کیا اُنکے ہاتھ ایک توپ اور ۳۰ چھکڑے اور بارہ ہزار مویشی کچھ بارود اور ۳۱ قیدی آئے۔ جنرل ہنڈیارڈ نے ری ہینڈ پر قبضہ کرلیا ہے وہ اول جنرل کرسچن بوتھا کے ایکطرف سے پیشقدمی کر گئے جو ایک نہایت مستحکم مقام پر قابض تھا۔

لنڈن ۲۲ ستمبر۔ سر اپچ کمبل بنرمین نے جو الیکشن کی تقریر اپنے انتخاب کنندگان کو مخاطب کر کے دی اسمیں بیان کیا کہ یہہ ایک نالائق چالاکی ہے کہ ایسی موقعہ پر ملک سے انتخاب کرایا جائے جبکہ انتخاب کنندگان جماعت بہت قلیل رہگئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہہ بالکل غلط ہے کہ کنسرویٹو فریق کی یکدل جماعت ہے۔ جو ہر ایک امر کے کرنے پر قادر ہے انہوں نے کنسرویٹو پارٹی کی پالیسی پر اعتراض کیا جو ملک گیری کے متعلق ہے +

لنڈن ۲۳ ستمبر۔ مسٹر چیمبرلین نے برمنگہم میں الیکشن کی تقریر کرتے کہا تھا کہ مجھے کوئی بتادے کہ مینے کوئی ایسا ڈسپیچ لکھا ہو جس سے اشتعالک پیدا ہو سکتا ہو اور آخر میں درخواست کی کہ کہیں ویسا نہ کرنا کہ جنوبی افریقہ کے معاملہ کا تصفیہ ایسی جماعت کے ہاتھہ میں جاوے جنکا آپسمیں ایک دوسرے سے اتفاق نہیں۔ پریٹوریا کی خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کی موجودہ صورت اور کئی ماہ تک رہیگی اگر سٹرسکالک برگر فی ہتھیار نہ رکھہ دیئے خلیج ڈیلاگوا کے پرتگیز حکام نے بوئروں کو متنبہہ کیا ہے کہ وہ بوائر فوجوں سے رسل رسایل نہ کریں +

لنڈن ۲۴ ستمبر۔ بوائر سرحد پر اپنی چوکیاں چھوڑ چھوڑ کر علاقہ پرتگال میں آرہے ہیں۔ پانچسو اور بویر لورنزو مارکو میں پہنچ گئے ہیں۔ جن میں اکثر اجنبی اور آیرلنڈ کے فوجی تھے اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کو لورنزو مارکو سے ایک مراسلت موصول ہوئی ہے کہ انگریزوں نے کماٹی پورٹ پر قبضہ کرلیا۔ ایک اور مراسلت سے جو اسی اخبار کو پہنچی ہے معلوم ہوتا ہے کہ پندرہ سو بوائر جن میں چودہ بڑے بڑے افسر ہیں لورنزو مارکو میں پہنچگئے ہیں جنہیں پرتگال والوں نے حراست میں رکھہ لیا۔ آج جنرل پول کرو نے کماٹی پورٹ پر قبضہ کرلیا اور بہت سا سامان ریل کا اُنکے ہاتھ لگا۔ جنرل پیگٹ نے علاوہ بہت سی ہیڑیں اور مویشی کے دریائی ایلنڈ پر بوئروں کے ایک کیمپ پر فتح پائی +

لنڈن ۲۵ ستمبر۔ مسٹر سٹائن اور کمانڈر ولجوشمالی سمت میں سلاتی ریلوی کے رستہ پر جارہے ہیں اور دریائی سبی عبور کر گئے ہیں۔ جہاں اب لارڈ ڈنڈونلڈ پہنچ گئے ہیں۔ آجتک تین ہزار بوئروں نے اپنے آپ کو پرتگال والوں کے حوالہ کیا ہے جنہیں پرتگال والوں نے لورنزو مارکو میں زیر حراست کیا ہے۔ اُنکی حالت ردی ہے اور وہ اس بات سے خوش ہیں کہ جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔ لارڈ رابرٹ رپورٹ کرتے ہیں کہ ہم نے پندرہ ہزار سات سو مویشی گرفتار کئے ہیں جن میں سے دس ہزار نو سو پیگٹ کے ہاتھہ آئے۔ پورٹ ایلزبتھ کے مغرب کی سمت میں راس فرانسس کے قریب ایک باربرداری کا جہاز موسومہ سیفوک ٹوٹ گیا ہے اور غرق ہو رہا ہے۔ نواح لیڈی بنیڈ میں بوائر ابتک سرگرمی سے لڑ رہے ہیں۔ جنرل پول کریو کو کماٹی پورٹ میں بیکار توپیں ملیں اور کچھہ بارود بھی ہاتھہ آیا انگریزوں کو لورنزو مارکو کے رستہ سامان رسد وغیرہ پہنچتا ہے۔ یہہ خبر گرم ہے کہ دریائے سبی پر لڑائی ہو رہی ہے۔ جنرل بارٹن کو یو آج کر دگرڈراپ میں ۲۷۰۰ مویشی ہاتھہ لگے اور ایک بوائر دنکا قافلہ بھی گرفتار کیا۔ جہاز موسومہ سیفوک پورٹ ایلزبتھ کے قریب غرق ہو گیا تو سو گھوڑے بھی اُسکے ساتھہ غرق ہوئے +

لنڈن ۲۷ ستمبر۔ افواج بوئر کا اکثر حصہ بہمراہی سکالکبرگ اور ولجوں کے پیٹرزبرگ کے مضرصت جنگل میں کوچ ہو رہا ہے۔ جہاں سے انکا نکلنا ناممکن ہے کیونکہ ایک بڑی فوج نے ریل پر قبضہ کر رکھا ہے اور یہہ اغلب ہے کہ وہ ہتھیار رکھہ دیں۔ لارڈ رابرٹ نے لارڈ ڈیمر کو تار دیا ہے کہ سلمی امپیریل والینٹر ۵ ستمبر سے پہلے واپس آجائینگے مگر لارڈ صاحب کو یہہ خوف ہے کہ وہ خود اسقدر جلد واپس نہ جاسکیں گے۔ جنرل پول کریو کی فوج نے بغیر پانی کے ۱۹ میل کا سفر کیا اور قدم قدم پر اُنہیں جنگل کا سامنا پڑا +

لنڈن ۲۸ ستمبر۔ رائے برگ کے ایک مراسلہ مورخہ ۲۲ ستمبر سے معلوم ہوتا ہے کہ جنرل اٹل نے بمعیت سات ہزار آدمیوں کے قلعہ شوینزرنگ واقعہ شمال مشرق بلوم ہاف کو مدد پہنچادی ہے۔ جو قریباً ایک ماہ سے محصور تھا۔ مدد اسیوقت

پہنچائی جاسکی۔ جبکہ بوروں کے ساتھہ جنگ کر کے اُنہیں سخت نقصان پہنچایا گیا اور اُنکے افسر کو گرفتار کر لیا گیا لورنزو مارکو کے افسر بڑی مہربانی کرتے ہیں انگریزوں کو سامان رسد بھیجنے میں ہر طرح سے سہولت پیدا کرتے ہیں۔ تین سو چھتیس اہل کینیڈا کو رخصت کرتے ہوئے جنکی مدت ملازمت ختم ہو چکی تھی لارڈ رابرٹ نے اُنکی عمدہ خدمات بالخصوص خدمات بمقام پیڈبرگ کی تعریف کی اور کہا کہ ملکہ معظمہ اور انگریز کبھی اس احسانکو نہ بھولینگے لنڈن کے والینٹر پیر کے دن پریٹوریا سے لنڈن کو واپس جائینگے۔ اضلاع زوٹ پنسبرگ اور پیٹرسبرگ کے لوگ بوائروں کے ساتھہ مقابلہ کرنیکو تیار یاں کر رہے ہیں

درخواستیں آئی ہیں۔ لارڈ رابرٹ پریٹوریا سے تار دیتے ہیں کہ جنرل پیگٹ کے ایک دستہ فوج پر بوائروں نے دریائے پینیار کے پاس دو طرف سے حملہ کیا مگر انہوں نے تین گھنٹہ کی سخت جنگ کے بعد انہیں مار کر بھگا دیا۔ جنرل بلر نے دریائی کمک پر قبضہ کرلیا اور درہ ہرگر سے نکل گئے۔ دشمنوں کی توپیں بڑی آسانی سے خاموش کرائی گئیں انگریزوں نے پھر ہیلبرون۔ رٹینر۔ اور لنڈلی پر قبضہ کرلیا شاہ اور ملکہ پرتگال کی سالگرہ کی تقریب پر آج بارہ ہزار انگریزی فوج کا ریویو بمقام کماٹی پورٹ ہوگا۔ پرتگال والونکا گورنر اور دیگر حکام لورنزو مارکو سے آکر شامل ہونگے۔

متفرق خبرین

الیکشن۔ مسٹر بلفور اور مسٹر چیمبرلین نے اپنے منتخب کنندگان کے نام اعلان جاری کیا ہے جسمیں انہوں نے اپنے پر منتخب کنندگان کیے اعتبار کا انحصار اپنی پولیسی جنگ کی دانائی پر کیا ہے اور کہا ہے کہ ضروری ہے کہ قومی پولیسی میں کوئی روک نہ آئے۔ پھر انہوں نے بویروں کی نااتفاقی کا ذکر کیا ہے اور ظاہر کیا ہے کہ لارڈ رابرٹ کی واپسی پر فوجی اصلاح عمل میں آئی گی۔ سر ایچ کیمپبل بنرمین نے اپنے منتخب کنندگان کے سامنے تقریر کرتے ہوئے قوم کے سامنے اپیل کرنے پر اعتراض کیا۔ وہ اس امر سے انکار کرتے ہیں کہ کل ملک کنسرویٹوں کا حامی ہے اور کنسرویٹوں کی جابرانہ حکومت پر اعتراض کیا۔ سر ولیم ہارکورٹ نے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ عام ذمہ واری کو ٹالنے کے لئے نتیجہ جنگ ایک بہانہ ہے۔ مسٹر چیمبرلین نے برمنگہم میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میرے مخالف میری ایک بھی اشتعالک انگیز تحریر کا پتہ دیں۔ اور قوم سے اپیل کی کہ اس نااتفاق اور ناخوش گروہ کے ہاتھوں میں جنوبی افریقہ کا انتظام نہ دیں۔ مسٹر گوشن نے اعلان کر دیا ہے کہ میرا ارادہ نہیں کہ اب ممبر پارلیمنٹ بنوں۔ لارڈ سالسبری نے اعلان کیا ہے جسمیں وہ کہتے ہیں کہ منتخب کنندگان کو چاہئے کہ گورنمنٹ کی امداد کثرت رای سے کریں تاکہ افریقہ کا انتظام ہو سکے اور پارلیمنٹ کا اہم فرض ہے کہ نظام فوجی میں جو نقص ہیں وہ دور ہوں معاملہ چین کی نسبت لارڈ سوصوف نے بیان کیا۔ کہ جو دقتیں وہاں حفظ جان اور عام امن کے بحال کرنے میں ہو رہی ہیں انکی نسبت مبالغہ کرنا محال ہے۔ لارڈ روزبری نے ایک خط لکھا ہے جس میں انہوں نے گورنمنٹ پر بڑی شدومد سے نکتہ چینی کی ہے کہ اسنے سوشل اصلاحات پر مطلق توجہ نکی۔ اور نہ فوجی رخنہ بندی یا تیاریکا خیال رکھا۔ جسکی سب سے انگلستان کو ایسی خفت اوٹھانی پڑی جسکی نظیر بعد جنگ امریکہ آجتک موجود نہیں ڈیلی نیوز راوی ہے کہ مسٹر گوشن غالباً پیر بنائے جائینگے۔ مگر مجلس الوزرا میں اپنی عہدہ وزارت بحری پر برقرار رہینگے۔ الیکشن کا معرکہ زور شور سے چارونطرف ہو رہا ہے اور اخباروں میں بعض سرپرآوردہ اشخاص کے اعلان اور تقریریں چھپ رہی ہیں۔ لبرل فریق کے لوگ لارڈ روزبری کی شمولیت سے دلیر ہو گئے ہیں۔ لارڈ جارج ہملٹن نے اپنے منتخب کنندگان سے کہا کہ فوجی اصلاح کی اشد ضرورت ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہندوستانی سپاہیوں کی سربازی اور جلاوتنے زمانے کو دکھا دیا ہے کہ اس ملک کی وفاداری اور شجاعت موقع جنگ پر ہمیں کسقدر کام آسکتی ہے۔

مسٹر گوشن سمیت قریباً (۸۰) ارکان دارالعوام علیحدہ ہونے کو ہیں۔ اور لارڈ سالسبری کے اعلان سے پایا جاتا ہے کہ وہ پھر اب اپنے عہدہ پر نہ آئیں گے۔

گریٹ برٹن میں اسوقت فریقوں کی حالت دلچسپ ہے۔ چوسٹھ فیصدی امیدوار ہیں۔ ایک سو ستر یونینسٹ کی تو کوئی مخالفت نہیں کرتا۔ اور ایک سو باسٹھ کی مخالفت ہے۔ ایک سو انتالیس لبرل کی جنمیں سر ہنری کیمبل نمبر ہیں۔ سر ولیم ہارکورٹ مسٹر جان مورلے۔ اور مسٹر اسکوتھ شامل ہیں مخالفت ہے

ہی ہے اور ہیس کی کوئی مخالفت نہیں۔ آخر الذکر پارٹی سر ہنری کیمبل کے طرفدار ہیں۔ مزدور ق نون بنانے کا کبھی ذکر نہیں آتا۔ ۱۷ ٹریڈ یونینسٹ ممبر ہیں۔ سر ولیم ہارکورٹ مسٹر مورلے مسٹر ہیرس مسٹر ہیلڈین (لارڈ خلیفہ شائر) مسٹر اسکوتھ (لارڈ ایڈنبرا) مسٹر برائس (لارڈ ایلچی) مسٹر لبوشیر (ایڈیٹر ٹروتھ) مسٹر لیمنگٹن (لارڈ لیمنگٹن) مسٹر ہیلڈین (لارڈ ہیلڈین) مسٹر ہیرس (لارڈ ہیرس

سیاحت یوروپ

مرقومہ منشی محبوب عالم اڈیٹر پیسہ اخبار۔ لاہور

از مقام لنڈن ۴ ۔ اگست ۱۹۰۹ء ۔ میرے خیال میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نمائش پیرس کے کسی قدر مختصر حالات جو باقی رہتے ہیں آئندہ پر ملتوی کر کے بالفعل کچھ پیرس اور لنڈن کے حالات لکھ دوں۔ تاکہ ناظرین اخبار جواب تک میری تمام حرکات و سکنات سے واقف رہے ہیں۔ اب بھی تاریکی میں نہ رہ جائیں۔ میں ۱۵ جولائی کو بلجیم سے پیرس میں پہنچا اور ۸۔ اگست کو پیرس سے لنڈن کو روانہ ہوا۔ ان پچیس روز میں میں نے اپنے وقت کا بہت زیادہ حصہ عالمگیر نمائشگاہ پیرس کے سیر و تماشا میں صرف کیا۔ اور بہت تھوڑا حصہ پیرس خاص اور اسکی عجیب و غریب قابل دید چیزوں کے دیکھنے میں لگایا۔ تاہم بوجہ ضیق وقت جس مستعدی اور تگاپو سے میں یوروپ کے مختلف مقامات کو دیکھ رہا ہوں۔ اس سے بہت سی ظاہری چیزیں قریب ایک ماہ کے عرصہ میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ ہر چند کہ پیرس کی آبادی بتیس پچیس لاکھ کے درمیان ہے اور نمائشگاہ کی روزانہ آبادی بھی دو تین لاکھ سے کم نہیں۔ +

مسٹر مین ایجنٹ مسز گریمالڈ اینڈ کمپنی پیرس۔ جن سے میری کئی سال سے ملاقات ہے۔ آخری دفعہ جب لاہور میں گزشتہ مارچ و اپریل میں تھے۔ تو مینے اُن سے ذکر کیا تھا۔ کہ میرا قصد نمائش پیرس دیکھنے کا ہے۔ چونکہ یہ پیرس میں رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم لوگ تمہیں پیرس میں ملکر بہت خوش ہونگے اور تمہیں سہولیت سے ہم پہنچانے کی کوشش کرینگے۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جس طرح ڈوبتا ہوا شخص تنکے کا سہارا ڈھونڈھتا ہے۔ مسافر اجنبی ممالک میں کسی ذرہ سی آشنائی کو ہزار غنیمت شمار کرتا ہے۔ بجا لیکہ مین صاحب سے میری آشنائی دوستی کی حد تک پہنچی ہوئی تھی مینے دیانا سے ہی انہیں خط لکھا کہ میں پیرس آتا ہوں۔ اور مینے انگریزی اخبارات میں دیکھا ہے کہ بوجہ نمائش کی بھیڑ بھاڑ کے پیرس میں ہوٹلوں کا کرایہ اور خوراک اور دیگر اخراجات کئی گنا بڑھ گئے ہیں۔ اسلئے میرے لئے کوئی مناسب مکان تلاش کر رکھنا۔ انہوں نے جواب دیا کہ پیرس پہنچنے سے دو تین روز پہلے اطلاع دینا۔ سب انتظام درست ہو جائیگا۔ اب مجھ چاہئے تھا کہ میں اس خط کے جواب میں انہیں اطلاع دیتا کہ میں کتنے روز تک پیرس میں جا پہنچونگا مگر مینے سمجھا کہ جب پیرس پہنچونگا تین چار روز باقی رہینگے اطلاع دیدونگا۔ اور جب دیانا سے چلکر اور برلن سے بھی دو ہفتہ کی اقامت کے بعد رخصت سفر باندھ کر برسلز پایہ تخت بلجیم میں پہنچا تو عارضی بخار میں مبتلا ہو گیا۔ اور بخار کی گھبراہٹ میں لکھ دیا کہ میں کل پیرس آتا ہوں۔ مسٹر مین نے فوراً مجھ تار دیا کہ کل مت آؤ اور میری چٹھی کا انتظار کرو۔ چٹھی سے معلوم ہوا کہ ۱۴ جولائی کو فرانس کی جمہوری سلطنت قائم ہونے کی یادگار میں زندہ دل اور جوشیلے اہل فرانس بطور قومی تیوہار کے بیحد خوشی مناتے ہیں۔ اور سب کاروبار بند کر دیتے ہیں۔ اسلئے میرے دوست نے لکھا کہ تمہیں سٹیشن سے گاڑی بھی کسی مکان تک پہنچنے کے لئے نہیں ملیگی۔ مگر اُس نے میرے شوق کا درستی سے اندازہ نہ کیا کہ میں شہر پیرس کی اس عظیم الشان اور پُر تکلف برقی اور دوسری ہر قسم کی روشنی کو دیکھ کر کسقدر خوش ہوتا کہ جسکا کچھ حصہ دوسری شب کو مینے دیکھا اور اُس ساٹھ ہزار فرانسیسی فوج کا پریسیڈنٹ جمہوریہ فرانس کو ریویو کرتے دیکھ کر مدت تک یاد رکھنا۔ ساتھ ہی مسٹر مین نے لکھا کہ میں بوجہ دفتر سے دو ہفتہ کی تعطیل ملنے کے مع کنبہ کے باہر دیہات میں جاتا ہوں۔ لیکن اپنے ایک دوست کو کہدیا ہے کہ جب تمہارا تار اسکو ملیگا۔ وہ سٹیشن پر تم سے ملکر مکان کا بندوبست کر دیگا۔ چنانچہ دوسرے روز مین پیرس پہنچا اور اس دوست نے مجھے سٹیشن سے ساتھ لیجا کر پہلی شب ایک ہوٹل کی پانچویں چھت کے ایک معمولی کمرہ میں ٹھہرایا کھانا مینے الگ جگہ سے کھایا۔ اور دس فرانک یعنی سوا چھ روپے ایک شب کا کرایہ دیا صبح اس دوست کی مدد سے ایک اور مکان تلاش کر کے اُس میں جا رہا۔ جس میں بوجہ نمائش کی قرب اور کفایت کے مینے چھٹی منزل پر رہنا منظور کیا تھا۔ اور جہاں ہوٹلوں کی لفٹ بھی نہیں تھا کہ جسکے ذریعے سے تم آرام کرسی پر بیٹھ کر کسی منزل تک ایک دم میں پہنچ سکتے ہو اس کمرہ کا کرایہ چہار فرانک روزانہ تھا۔ مگر جہاں سیڑھیوں کی تکلیف تھی وہاں یہ بڑا آرام تھا کہ نمائشگاہ کے ایک دروازہ سے یہ مکان تین چار منٹ کی رفتار سے زیادہ فاصلہ پر نہ تھا اس لئے مجھے ہر روز نمائشگاہ تک جانے کے لئے ایک پیسہ گاڑی یا آمنی بس یا ٹرمیوے یا ریل کا کرایہ نہ دینا پڑا۔ ورنہ صرف پہلے روز گاڑی سے کر مکان تلاش کرنے میں پانچ چھ روپے خرچ ہو گئے تھے۔ ان شہروں میں اس بات سے میری طبیعت بہت اکتاتی ہے کہ یہ اتنے وسیع ہیں کہ دو مختلف مکانوں کے درمیان کئی کئی میل کی مسافت فاصل ہے۔ تاہم یہاں کے طے مسافت کے سامان یعنی گھوڑوں سے چلنے والی آمنی بسیں اور ٹرمیوے گاڑیاں اور یہاں کی برقی اور دخانی ٹرمیوے اور ریلوے گاڑیاں جو زمین کے اوپر اور زمین کے نیچے یکساں چلتی ہیں۔ جو فاصلہ کے قطع کرنے میں نہایت کارآمد چیزیں ہیں۔ اسی لئے ان بڑے بڑے شہروں خصوصاً لنڈن اور پیرس اور برلن کے بہت لوگ بوجہ سکنی مکانات کے کرایہ کی زیادتی کے شہروں سے باہر مضافات میں رہتے ہیں دن کو شہر میں کام کاج کر کے شام کو سستی ریلوں پر سوار ہو کر پانچ پانچ۔ دس دس۔ پندرہ پندرہ میل شہر سے دور چلے جاتے ہیں اور رات کو گھر میں سو کر صبح پھر کام کاج یا ملازمت کے لئے شہر میں حاضر ہو جاتے ہیں۔ بواسطہ ان شہروں کی دن کی آبادی اور رات کی آبادی میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ +

چونکہ مجھے پیرس کے ایک واقفکار شخص نے مکان کرایہ پر لے دیا ہے۔ یہ باوجود نمائشگاہ سے قریب ہونے کے میرے فلک ششم کی رہائش منظور کر لینے کے باعث نسبتاً بہت سستا تھا۔ نمائش سے دور اور ناذمہ دار شخصوں کے مکانات میں جگہ اس سے بھی نصف یا ثلث کرایہ پر ملسکتی تھی۔ مگر مینے اسکو نامنظور کیا۔ لاہور سے رخصت ہونے سے پہلے میرے مہربان دوست شیخ عمر بخش صاحب بیرسٹرایٹ لا نے مجھے ایک نہایت دور اندیشی کی صلاح سفر کے متعلق دی تھی جسکو مینے اس تمام عرصے میں سفر یوروپ میں پختہ تجربہ پر مبنی پایا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہمیشہ اول درجے کے ہوٹل یا مکان میں رہو۔ خواہ کفایت شعاری کے خیال سے وہاں کا سب سے سستا کمرہ ہی ہو۔ جو ہمیشہ اوپر کی منزلوں میں ملتا ہے اول درجے کے ہوٹلوں کو اپنی عزت قائم رکھنی پڑتی ہے۔ اور یہاں مال یا جان کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا۔ ورنہ یوروپ میں بعض بدمعاشوں نے بھولے بھالے مسافروں کو لوٹنے کا بھی ڈھنگ نکال رکھا ہے کہ سستی فوددگاہیں یا دوم درجے کے ہوٹل بنا رکھی ہیں۔ جہاں مسافروں کے سامان چرائے جاتے ہیں۔ +

مکان کی طرف سے بیفکر ہو کر میں کھانے کی طرف متوجہ ہوا۔ میری طبیعت کھانے کے معاملہ میں دنیا بھر سے نرالی واقع ہوئی ہے۔ خواہ کھانا کیسا ہی سادہ ہو مجھے پسند ہے لیکن ایسی طرز کا پکا ہوا ہو۔ جیسا کہ ہندوستان میں ہمارے گھروں میں پکتا ہے جس میں ہلدی اور گرم مصالحہ ہوتا ہے۔ اور جو مینے بچپن سے آج تک کھایا ہے۔ اس کے علاوہ میری طبیعت میں وسواس بہت ہے اور مین گوشت کھانے کا بڑا شائق بھی نہیں ہوں۔ اسلئے مینے ہفتوں گوشت نہیں کھایا جب تک کہ کوئی مناسب موقع نہیں ملا۔ مگر پیرس میں قسمت نے ایسی یاوری کی کہ نمائش میں وارد ہونے کے پہلے ہی روز مجھے معلوم ہو گیا کہ وہاں ٹیونس کے عربوں نے ایک رسٹارنٹ کھول رکھا ہے۔ وہاں کے کھانے ہندوستان کے کھانوں سے بہت ملتے تھے۔ اُن میں کم و بیش نمک مرچ بھی ہوتا تھا۔ اور چونکہ یہ بہت سستی بھی بکتے تھے۔ اسلئے مراکو۔ ٹیونس (طنجہ) الجیریا مصر اور ترکی کے معدودے چند مسلمان اور تمام یہودی یہیں آکر کھانا کھاتے تھے۔ بلکہ بہت سے یورپین لوگ بھی یہاں آتے تھے۔ یہ کھانے بالکل ہندوستانی طرز کے تو نہ تھے۔ تاہم ہندوستان کے طرز طعام سے بہت ملتے تھے۔ زیتوں کے تیل اور سرکہ میں ایک سلاد بنایا جاتا تھا۔ جو مجھے بالکل مرغوب تھا۔ ایک نیا کھانا "کسکس" کے نام سے مشہور تھا جو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کہ جوار یا باجرہ کا دلیا دلکر غریب لوگ کھاتے ہیں اور یہ چاولوں کا قایم مقام تھا۔ گو کبھی کبھی غریبانہ قسم کا پلاؤ بھی ملجاتا تھا لیکن میرے بھائی میاں عبدالعزیز نے میرے ایک خط سے میرے نمک مرچ کی شکایت دیکھ مجھے کہہ بھیجا تھا جس سے کبھی کبھی

ایک دوائی خانہ کا واقعہ: مسٹر سی۔ آر گرینڈن دوا فروش انڈیانا پولیس نیویارک۔ بیان کرتے ہیں کہ پچھلے سردیوں میں ایک عورت میری دوکان پر آئی اور اُسنے کھانسی کی ایک دوائی مانگی جو میرے ہاں نہ تھی۔ وہ مایوس ہو کر مجھ سے پوچھنے لگی کہ تم کسی کھانسی کی دوائی کی سفارش کر سکتے ہو۔ میں نے کہا کہ میں چمبرلین کی کھانسی کی دوائی کی سفارش کر سکتا ہوں۔

Chamberlain's Cough Remedy

اور تم ایک شیشی لیجاؤ اور اسکا استعمال کرو۔ اگر تمہیں فائدہ نہ ہوا تو بوتل لوٹا لانا میں تمہیں قیمت پھیر دونگا۔ ایک دو دن کے بعد وہی عورت ایک سہیلی کو ساتھ لئے آئی جسے کھانسی کی دوائی کی ضرورت تھی اور اسکو کہا کہ تم بھی چمبرلین کی کھانسی کی دوائی خریدو۔ میری رائے میں اس دوائی کا یہ واقعہ بہت ہی اچھی سفارش ہے۔ +

یہ دوائی فیروز الدین دوائی فروش ہال بازار امرتسر سے ملسکتی ہے +

موچ۔ سوجن۔ اور لنگڑاپن کے لئے چمبرلین کے دوائی درد سے اچھی کوئی چیز نہیں۔ امتحان کرو۔

CHAMBERLAINS-PAIN. BALM

جب تمہیں کھانسی کے مارے نیند نہ آئے تو یہ ضروری نہیں کہ کوئی تم سے کہے کہ چمبرلین کی کھانسی کی دوائی کی

CHAMBERLAINS. Cough Remedy

چند خوراکیں حلق کی کھجلی کو رفع کر دیں گی اور پھر نیند آجائے گی۔ بڑی اچھی دوا ہے امتحان کرو۔

یہ دوائی:۔ فیروز الدین دوائی فروش ہال بازار امرتسر سے ملسکتی ہے۔

یورپ میں بھی ہندوستان بنا دیا۔ +

لیکن دو ہفتہ کی تعطیل کے بعد میرے دوست مسٹر بیس مفصلات سے پیرس میں آگئے۔ اور مجھ کرایہ کے مکان سے اٹھا کر اپنے گھر میں لے گئے۔ اسکے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ ان کے گھر میں ایک ہفتہ عشرہ مجھے بڑا آرام ملا۔ مسز بیس خصوصیت سے میرے کھانے پینے کی بڑی توجہ سے خبر گیری کرتیں۔ اسی عرصہ میں اِن کے دو تین دوستوں نے اِن کے یہاں میرے مہمان ہونے کی وجہ سے اِن کی دعوتیں کیں۔ جن میں میں شریک ہوا۔ یورپین لوگوں کے کھانے کے میز پر یہ معلوم کر کے عموماً تعجب سا پیدا ہوجاتا ہے کہ فلاں شخص کسی قسم کی ہلکی سے ہلکی شراب بھی نہیں پیتا۔ اور جبکہ وہ گوشت کی کئی قسمیں بھی نہ کھاتا ہو۔ اور پھر خاتمہ پر سگار یا چرٹ (تمباکو) بھی نہ پیئے۔ تو اُس نے حد کر دی۔ میرے میزبانوں اور آشناؤں کی اِس قسم کی حیرت دیکھنے کا مجھے بارہا موقع ملا ہے۔ مگر یہ لوگ بوجہ اپنی تعلیم اور تہذیب کے نہایت شریف ہوتے ہیں۔ اگر تم نے کہدیا ہے کہ فلاں کھانے سے تمہیں نفرت ہی یا رغبت نہیں تو پھر کیا مجال ہے تم سے اصرار یا حجت کریں۔ یا غلطی سے بھی وہ چیز تمہاری طرف آنے دیں۔ بلکہ میں نے دیکھا ہے کہ جتنی دیر میں اِن کے مکان پر رہا ہوں۔ یا اِن کے دوستوں کی دعوتوں میں شریک ہوا ہوں۔ ایک روز بھی خنزیر کا گوشت اِن کی میز پر نہیں آیا۔ اسکی وجہ انہوں نے یہ بتلائی کہ اسے غریب لوگ زیادہ کھاتے ہیں۔ اور نیز یہ سردی کے موسم میں زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اِس موقع پر مجھے اپنی نہایت متشرح اور پرہیزگار ہم مذہب اہل وطن سے معذرت کر لینی چاہئے کہ وہ مجھ یا میرے دوسرے بھائیوں کو جو میری طرح مجبوریوں میں مبتلا ہوں۔ جب تک کہ اپنی طرف سے ہر طرح کا حفظ ماتقدم اور پرہیز کرتے دیکھیں ہدف تیر ملامت نہ بنائیں۔ بلکہ اُنکی مشکلات کو سہل کرنے کی صورتیں پیدا کریں۔ اسلام کی نہایت جید تعریف یہ ہے کہ یہ نہایت سہل مذہب ہے۔ اور اگر مجھ سے یہ صاحب اتفاق نہ کر سکتے ہوں تو خاموش رہیں۔ یہ سمجھ کر کہ واذا مروا باللغو مروا کراماً ۔ حافظ بخود بنوشید این خرقہ مے آلود

اے شیخ پاکدامن معذور دار ما را +

ایک موقع پر ایک میزبان کے لڑکے نے مجھ سے پوچھا کہ تم مچھلی تو کھا لیتے ہو مینے کہا بیشک۔ اتنے میں ایک سُرخ سی چیز رکابیوں میں تقسیم ہونے لگی۔ جو کریب یعنی کیکڑا تھا۔ میں نے اسکے قبول کرنے سے معذرت کی۔ تو صاحب خانہ کی بیوی نے مجھ بتلایا کہ فرانس میں تو یہ نہایت لذیذ کھانا شمار ہوتا ہے۔ بلکہ صرف دعوتوں میں بطور پُر تکلف کھانے کے لوگ اسے استعمال کرتے ہیں۔ اور تم کو اِس سے نفرت ہے میں نے اُس سے سوال کیا کہ لیڈی صاحبہ تم کُتے کی ران اور بلی کی زبان تو بہت لذیذ پاتے ہوگے۔ اُس نے نہایت نفرت ظاہر کر کے کہا کہ مجھے تو اس سے گھن معلوم ہوتی ہے۔ مگر میں نے کہا کہ چینی تو نہایت رغبت سے اِن کھانوں کو کھاتے ہیں۔ مجھ کو اُن سے گھن معلوم ہوتی ہے۔ یہ دلیل اُس پر مؤثر ثابت ہوئی۔ اتنے میں صاحب خانہ نے کہا کہ مجھ کو مینڈکوں کی رانیں بہت مرغوب ہیں۔ کیا تم بھی انہیں پسند کرتی ہو؟ میں نے کہا اگر اب مجلس بالغ نہ ہو۔ تو میں ان کا نام سن کر ہی قے کر دینے کو آمادہ ہوں۔ اسپر ایک فرمائشی قہقہہ بلند ہوا۔ جس میں سب لیڈیاں اور جنٹلمین شریک تھے۔ اِن لوگوں میں دستور ہے کہ جب بیٹھنے کے کمرہ سے کھانے کے کمرہ کو جاتے ہیں تو اُس شب کا مہمان سب سے پہلے میزبان کی بیوی کی ہاتھ میں ہاتھ ڈالکر اُسے کھانے پر لیجاتا ہے اور اسی طرح دوسرے جنٹلمین حسب مدارج دوسری لیڈیوں کو لاتے ہیں۔ اور میز پر بیٹھنے کے وقت بھی مہمانوں کو اچھی جگہ دی جاتی ہے۔ مگر یہ تو سب وہی رسمیں ہیں۔ جو ہندوستان میں انگریز برتتے ہیں۔ دراصل یورپ کی تمام عیسائی قومیں عام ظاہری باتوں میں اسقدر یکساں ہیں کہ اُن کی طرز معاشرت اور پوشش وغیرہ سے اُنکی قوم معلوم ہونی مشکل ہے۔ جنٹلمین کی پوشاک کوٹ۔ پتلون اور ٹوپی یورپ بھر میں ایک ہی ہے۔ اسی طرح لیڈی کا فیشن جو پیرس ہر سال اختراع کرے۔ تمام یورپ کی لیڈیاں اُسکا تتبع کرتی ہیں۔ لیکن جیکٹ گاؤن (سایہ) اور ٹوپی قریب قریب یورپین قوموں کی عورتیں یکساں پہنتی ہیں۔ +

ایک دفعہ کھانے پر ایک لیڈی کو یہ معلوم کر کے بڑا تعجب ہوا کہ اہل ہندوستان ہاتھ کی انگلیوں سے کھانا کھاتے ہیں۔ اور جب تک میری زبان سے اس کی تصدیق نہ ہو چکی اُسکو باور کرنے میں تامل رہا کہ میں بھی انگلیوں سے کھایا کرتا ہوں مگر انگلیوں سے کھانا کھانا اُن لوگوں کے خیال میں خواہ کیسا ہی مکروہ معلوم ہو جو لوگ انگلیوں سے کھانا کھاتے ہیں۔ اُنکے ہاتھ اور خصوصاً ناخن عموماً صاف رہتے ہیں۔ اور وہ ناخن کٹواتے بھی جلدی جلدی رہتے ہیں۔ لیکن بوجہ انگلیوں سے کھانا نہ کھانے کے یورپ کے مختلف ملکوں خصوصاً آسٹریا و جرمنی میں مینے لوگوں کے ناخن بہت ہی بڑھے ہوئے دیکھے ہیں۔ کم از کم ایک دو انگلیوں کے تو اراداتاً یہ لوگ بڑھا رکھتے ہیں۔ اور جو غریب ہوتے ہیں چونکہ وہ ناخن صاف نہیں رکھ سکتے اسلئے اُن کے ناخن سخت مکروہ معلوم ہوتے ہیں۔ اگر یہ ہاتھ سے کھانا کھایا کرتے تو ہاتھ دھونے سے ناخن ضرور صاف رہتے +

میں پیرس میں اپنے دوستوں کے ساتھ ایک شادی کی محفل میں بھی شریک ہوا۔ خصوصاً جبکہ نکاح کا وقت آیا اور دولہا دُلہن مع اپنے عزیزوں اور دوستوں کے گرجا میں گئے۔ تو میں بھی ایک طرف جا ڈٹا۔ میری نرالی ٹوپی کو دیکھکر بعض لیڈیاں ذگ تھیں کہ شادی کی محفل میں یہ غیر کون آگھسا ہے۔ چونکہ یہ شادی رومن کتھالک طریق پر کی گئی تھی۔ جو زیادہ اہل فرانس کا طریق ہے۔ اسکی رسوم نکاح بڑی عجیب تھیں۔ ایک موقع پر تو پادری صاحب نے ایسی ہیئت بنائی تھی۔ کہ وہ روح قدس کو اپنے آپ میں حلول کرنے کے لئے بلا رہا ہے۔ اور آخر کار روح اُس میں داخل ہوگئی۔ رومن کتھالک گرجا بجائے خود عجائب خانہ ہوتے ہیں۔ بتوں کی ان میں کثرت ہوتی ہے۔ بتوں سے مُرادیں مانگی جاتی ہیں۔ اور جن کی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ وہ جو منتیں مانتے ہیں وہ بتوں پر چڑھاوے (نقد۔ کیونکہ یہ یورپ ہے) چڑھاتے ہیں۔ ایک فاضل اور ہفت زبان ڈچ جنٹلمین نے جو یہاں میرے ساتھ تھا۔ بہت سی نئی باتیں رومن کتھالک معتقدات کے متعلق مجھ بتلائیں۔ جنکو سُنکر میں حیران ہوا کہ علوم و فنون اور شائستگی کی اِس روشنی کے زمانے میں بھی وسط یورپ میں لوگ ایسے معتقدات کے قائل ہیں۔ دستور ہے کہ رومن کتھالک گرجوں میں مذبح کے قریب قدیم زمانے سے موم بتیاں جلا کرتی ہیں۔ مگر اب گیس موم بتیوں کی جگہ گرجوں میں بھی جلتا ہے۔ لیکن موم بتی کی شکل قائم رکھنے کو اب اُسی شکل کی سفید مٹی کی نلیوں کے اوپر گیس جلتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بتیاں جل رہی ہیں میرے ہمراہی نے اِس کی تاویل اس طرح سے کی کہ لوگ خدا کو بھی دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ جب نکاح ہو چکا تو دولہا دُلہن گرجا کے ایک پہلو کے کمرہ میں چلے گئے۔ اور اُن کے سب دوستوں نے پہلے انہیں اور پھر اُنکے والدین اور قریبی عزیزوں کو مبارکباد دی۔ اس طرح کہ یہ لوگ ایک جگہ در بدر جدا قطار باندھ کر کھڑے ہوگئے تھے۔ اور سب لوگ ایک طرف سے گزر کر اُن سے ہاتھ ملا کر دوسری طرف نکل جاتے تھے۔ جب میں نئے دولہا دلہن کو شادی کی مبارکباد دی تو وہ بہت محظوظ ہوئے۔ اور جب گرجا سے سب لوگ دولہا دُلہن کے ہمراہ کھانا کھانے کو گئے۔ اور میں ایک دوست کے ساتھ اُسکے مکان کو چلا گیا۔ تو دُلہن کی ماں نے خصوصیت سے مجھ کو گاڑی بھیجکر شرکت محفل کے لئے منگوایا۔ یہ ایک اونچے گھرانے کی شادی تھی دولہا دُلہن دونوں بترتیب ۳۵ و ۲۵ برس کے تھے۔ اس محفل میں میری کئی معزز شخصوں سے ملاقات کرائی گئی اور میں نے تمام کے کارڈ بدلے۔ لیکن ایک کالج کے پروفیسر صاحب سے تو خاصا یارانہ ہوگیا۔ کہ جن سے مجھے فرانس کے متعلق بہت سی تعلیمی اور سوشل حالات معلوم کرنے میں بڑی مدد ملی۔ +

فرانس کے اندرونی پولیٹیکل اور مذہبی حالات نہایت عجیب ہیں۔ خصوصاً اس ملک میں ایک "جیزوایٹ" فرقہ جو ایک خاص پولیٹیکل فرقہ مذہبی لباس میں ہے نہایت بارسوخ اور زبردست ہے۔ جو فرانس سے پہلے کئی دفعہ خارج کیا جا چکا ہے لیکن یہ پھر داخل ہو جاتا ہے۔ اور امید ہے کہ عنقریب تک اِس میں لاکھوں لوگ شریک یا اس کے ہمدرد ہیں۔ اسکے

مصنوعی دانت۔ ہماری کارخانہ میں خالص ہیرے کے ولایتی دانت خوبصورت جو منہ میں لگانے سے مثل صلی دانتوں کے دکھائی دیتے ہیں اور جنسی قریباً ہر ایک چیز کھائی اور چبائی جا سکتی ہے۔ نہایت عمدگی سے لگائے جاتے ہیں اور قیمت بھی بہ نسبت انگریزوں کے بہت کم رکھی ہے ہمارے پاس بطور شہادت ہزارہا سارٹیفکٹ یورپین و دیسی افسران و ساہوکاران کے موجود ہیں۔

مصنوعی آنکھ ساخت امریکہ۔ آنکھ مصنوعی جو شیشہ کے گلاس بنی ہوئی ایک چشم کی قدرتی عیب کے چھپانے کے لئے عمدہ چیز ہے مثل اصلی آنکھ کے پتلیاں ہر رنگ کی سُرخ ڈوری پڑے ہوئے ہیں بغیر تکلیف حلقہ چشم کے اندر بٹھائی جاتی ہے بشکل تمیز ہوتی ہے یہ آنکھ قدرتی ہے یا مصنوعی۔ (نوٹ) زلفے دانت و آنکھ عورت لگاتی ہے۔ بیرونجات کیواسطے خاص انتظام ہے +

المشتہر ڈاکٹر جلال الدین محمد الدین دندان ساز ساکن قصور حال وارد امرتسر (پنجاب) بازار بیچہ مسند ان متصل ڈیوڑھی کرموں۔ (جواب طلب امور کے لئے آنہ کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہئے۔ +

مسٹر ای لوتھر کلارک عدالت ضلع سنٹرول آئیوا۔ بیان کرتے ہیں کہ میں کہیرے کھانے کے باعث ہیضہ میں مبتلا ہوگیا اور تین دن رات ناقابل بیان جان کنی میں مبتلا رہا۔ میں نے خیال کیا کہ میں یقیناً مر جاؤنگا۔ اور کوئی درجن بہر دوائیں استعمال کیں مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ میں نے چیمبرلین کی تریاق ہیضہ اور اسہال کی دوائی۔

CHAMBERLAINS COLIC. CHOLERA & DIARRHOEA REMEDY +

منگائی اور تین خوراکوں سے بالکل اچھا ہوگیا۔ +

یہ دوائی۔ فیروز الدین سوداگر ادویہ ہال بازار امرتسر سے ملسکتی ہے۔

حالات کسی نہایت دلکش فسانہ سے کم دلچسپ نہیں کہ جن کے درج کرنے کا یہ مناسب موقع نہیں۔ +

مینے پیرس اور نمائش پیرس میں کیا کیا دیکھا یہ بہت لمبا قصّہ ہے۔ جو تفصیل کے ساتھ میری ڈائری (روزنامچہ) میں درج ہے۔ لیکن خلاصہ مطلب یہ ہے کہ نمائش پیرس کو مینے ہر مگاہِ نظر سے دیکھا کہ کم از کم اُس سے کوئی واقفیت یا خیال اخذ کر لوں۔ ہر چند کہ بوجہ اپنی جہالت کے میں اُس سے بہت کچھ سیکھ نہیں سکا۔ تاہم جو کچھ دیکھا ہے۔ اُسکا اثر مجھ سے کبھی زایل نہیں ہو سکتا۔ اگر اس کو ایک تماشا بھی سمجھ لیا جائے۔ تو نہایت بیش قیمت اور دل خوش کن تماشا تھا جس میں دنیا کے ہر ملک اور ہر قوم کے لوگ اور وہاں کے رسوم و رواجات موجود تھے۔ افریقہ کے نہایت ادنیٰ درجہ کے وحشیوں یعنی ڈہومی کے باشندوں سے لے کر چینی۔ جاپانی۔ سیامی۔ انامی۔ عرب۔ مصری۔ سوڈانی۔ مراقشی۔ ہندوستانی۔ بخاری۔ قفراق۔ سرکش۔ سائبیریائی اور تمام اقوام یورپ تک کے نمونے پیش نظر تھے۔ انواع و اقسام کی پوشیں۔ اور دنیا کے تمام ملکوں کی عمارتیں ایک جگہ دیکھ کر شک ہوتا تھا کہ کہیں یہ عالم خواب تو نہیں۔ آسٹریلیا اور افریقہ کے نہایت ادنیٰ وحشیوں کی خانہ داری کی ضرورتوں یعنی دو تین مٹی کے برتنوں برقی ڈائی نیمو۔ جو جرمنی یا فرانس یا انگلستان یا امریکہ نے سب سے آخری طرز کا تیار کیا ہو۔ چل رہا تھا۔ اور مشرماکونی کی بلا تار کے تار برقی اور پروفیسر رونجن کی ایکس شعاعوں کی ٹھنڈی روشنی اپنے شعبدے دکھلا رہی تھیں۔ جن لوگوں کے کان اور آنکھیں کھلی تھیں وہ یہاں سے بہت کچھ سیکھ کر جاتے تھے۔ اور جو صرف تماشا دیکھنے کو آئے تھے وہ اتنا ہی دیکھ جاتے تھے۔ ایسی نمائشگاہوں کے وجود کے فایدے سے تو کسی کو انکار نہیں۔ مگر کہا جاتا ہے کہ آئندہ شائد اتنے بڑے پیمانہ پر کوئی عالمگیر نمائش قائم نہیں ہوگی کیونکہ یہ اتنی بڑی اور اتنی عالیشان اور اتنی وسیع ہے کہ اس کی خوبی اسکا عیب ہو گئی ہے۔ پندرہ جلدوں میں تو صرف اس کی اشیائے نمائش کردہ کی فہرست چھاپی گئی ہے۔ نمائش قائم کرنے والوں کو جسقدر مالی فائدہ کی اُمید تھی نہیں ہوا۔ بلکہ بقول بعض نقصان ہو رہا ہے۔ +

شہر پیرس بجائے خود دنیا کا بہشت ہی۔ نہیں ہینے اسکی ایک نئی تعریف تجویز کی ہے۔ قدیم زمانے میں رومتہ الکبریٰ کو دنیا کی ملکہ کہا کرتے تھے۔ میں چاہتا ہوں پیرس کو دنیا کے شہروں کی دلہن کہا جائے۔ واقعی بلحاظ اپنے بازاروں کی آراستگی اور صفائی اور اپنی عمارتوں کی خوبصورتی کے یہ شہر نئی نویلی دلہن کی طرح ممتاز ہے۔ لنڈن اس سے بہت بڑا شہر ہے۔ مگر ایسا خوبصورت۔ ایسا ستھرا اور ایسا دلکش نہیں۔ پیرس کے چند بازار جو بہت کھلے ہیں۔ اور جن میں میلوں تک دو رویہ سرسبز شاندار درخت چلے گئے ہیں۔ اس دلہن کے خوبصورت چہرے کی ناک ہیں۔ پیرس کی ہر بات میں سلیقہ اور نفاست ہے۔ لنڈن میں بڑائی اور عظمت ہی۔ ہر چند کہ بجائے خود پیرس ایسا دلچسپ شہر نہیں جیسا کہ لنڈن ہے۔ لیکن تمام یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے دولتمند لوگ ہر سال لاکھوں اور کروڑوں روپے خوبصورت پیرس کے لہو و لعب پر خرچ کر کے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں۔ گویا پیرس ایک بازاری عورت ہے کہ جسکا حسن ہمیشہ بکتا رہتا ہے۔ اہل پیرس کیسے زندہ دل کیسے خوش طبع اور کیسے ملنسار اور مہربان ہیں۔ مجھ پر کیا حصر ہے۔ کوئی شخص جو پیرس میں چند روز رہ آیا ہو۔ اسی سے پوچھ سکتا ہے کہ ہر ایک مرد یا عورت جس سے تمہاری ملاقات ہو۔ ہر ایک خدمتگار عورت یا راستہ چلتا بچہ تمہیں "موسیو" (صاحب یا خان صاحب) کہہ کر بات کریگا۔ اور اُن کے مُنہ سے یہ لفظ کیسا پیارا معلوم ہوتا ہے۔ ایک روز ایک چھوٹے سے لڑکے سے میں نے راستہ پوچھا اور اس نے ٹوپی اُتار کر جیسی متانت اور ادب سے مجھ سے باتیں کیں اس نے مجھے دنگ کر دیا۔ مگر اسپر بھی عقلمندوں اور زمانے کے نبض پہچاننے والے عاقبت اندیشوں کا خیال ہی کہ فرانسیسی قوم دنیا میں اب زیادہ ترقی نہیں کرے گی۔ یہ لوگ زیادہ عیش میں ڈوب گئے ہیں۔ طبعاً فرانسیسی سہولیت پسند اور آرام طلب ہیں۔ محنت کرنے کے لئے اینگلو سیکسن قومیں بنی ہیں۔ جفاکشی میں جرمن اور امریکن ممتاز ہیں۔ اور ایک انگریز و جنٹلمین نے اگر ذرا شائستگی گفتگو میں نہایت موثر پیرایہ میں مجھے بتلایا تھا کہ آئندہ زمانے میں جرمن سب سے بڑھی ہونے والی قوم نظر آتی ہے۔ گو وہ جرمنوں کو سخت ناپسند کرتا تھا۔ مگر ان میں استقلال سے محنت کرنے کی صفت مجبوراً بتلاتا تھا۔ بقول اس انگریز کے جرمنوں میں رحمدلی تو کیا دل ہی نہیں ہے۔ البتہ فرانسیسی نہایت نیکدل اور رحمدل لوگ ہیں۔ +

فرانس میں بڑی قباحت مجھ کو قومی نظر سے یہ معلوم ہوئی کہ بوجہ گرانی اسباب معاشرت کے لوگ زیادہ اولاد پیدا کرنا پسند نہیں کرتے۔ اور مصنوعی وسائل سے صرف ایک یا دو بچوں سے زیادہ تولد کو روک دیتے ہیں۔ ایک شخص نے ہنسکر اپنی بیوی کے سامنے مجھ سے کہا کہ اگر میں صاحب وسعت ہوتا۔ تو میری بیوی ہر سال ضرور دنیا میں بچہ بھیجنے کی نذر کیا کرتی۔ ہم ہندوستانی لوگوں بلکہ تمام اہل مشرق کو اولاد اور ثروت دنیاوی کے درمیان کبھی کوئی تعلق معلوم کرنے کا خیال بھی نہیں ہوا۔ ہمارا عقیدہ ہی کہ جو خدا منہ پیدا کرتا ہے۔ وہ انکے کھانے کو بھی دیتا ہے۔ برخلاف ہندوستان کے قحط کی نسبت ذکر کرتے ہوئی ایک یورپین نے مجھ سے کہا کہ اگر ہندوستانی فدا سمجھ کر نسل بڑھائیں تو قحط سے تو نہ مرا کریں۔ اُسکا خیال ہے کہ جو لوگ اپنی روٹی بھی نہیں کما سکتے۔ وہ شادی کر کے بچے پیدا کرنے شروع کر دیتے ہیں۔ تو سوسائٹی (تمدن) پر ظلم کرتے ہیں +

صرف اخبار کے ایک آرٹیکل میں پیرس کے حالات کو ختم دینا نہ صرف پیرس کے حق میں بے انصافی ہے۔ بلکہ میری تحریر کی دلچسپی کو بھی صدمہ پہنچتا ہے۔ لیکن مجبوراً میں پیرس کے حالات اسی چھٹی میں ختم کر کے آئندہ ہفتہ میں لنڈن کے دلچسپ حالات لکھونگا۔ پیرس میں بہت سے عجائب خانے۔ بہت سی قابل دید تاریخی عمارات۔ بہت سے تصویر خانے۔ دو چڑیا گھر بوڑ ابولون بھی بہت بڑا پارک۔ نپولین کی قبر اور اور بے شمار دلچسپ چیزیں ہیں اور میں ان سب کا بہت سا حصّہ دیکھا ہے۔ لیکن اُن سب کا مختصر ذکر کرنا بھی یہاں ممکن نہیں۔ میں دو تین چوٹی کے مقامات کا ذکر کرتا ہوں۔ لوور ایک عظیم الشان اور نہایت شاندار سلسلہ عمارات بلکہ محلات کا پیرس میں واقع ہے۔ جو متواتر کئی بادشاہان پیرس نے تعمیر کرا کر سرکاری محکمجات ہیں اور ایک حصہ میں تصویر خانہ یعنی پکچر گیلری ہے۔ اس تصویر خانہ میں اتنی تصویریں ہیں کہ مشہور بیان ہی کہ اگر دو گھنٹے متواتر چلتے رہیں تو صرف لوور کی تصویروں کے سب کمروں سے سرسری نظر مار کر نکل آئیں ہیں۔ مگر یورپ کے چوٹی کے مصوروں اور اُستادوں نے صدہا سال میں جگر کاوی کی ہے۔ اور کلیجہ نکال رکھ دیئے ہیں۔ کوئی کیسا ہی ناقدردان بھی کیوں نہ ہو۔ ممکن نہیں کہ یہاں کھڑا ہو کر کسی دردناک نظارہ۔ کسی مُنہ سے بولتی ہوئی مرقع کسی حُسن و عشق کے واقعہ۔ کسی رزم یا بزم کے نقشہ کو نہ دیکھے۔ اور کہیں کہ میں اسکی ہوٹی بیچین جسلد کے نیچے اُسکے دل کی حرکت تیز نہ ہو جائے۔ خلاصہ یہ ہی کہ نپولین اور اُسکی سپاہ اپنے عروج کے زمانے میں تمام یورپ کی بڑے بڑے شہروں خصوصاً روم (اٹلی) کے عجائب خانوں اور پرائیوٹ مجموعوں سے تمام علی درجہ کی تصویریں چھین جھپٹ لائے تھے۔ جو نپولین کے تنزل کے بعد بھی تاجداران یورپ کو پیرس سے چھیننے کی جرأت نہ ہوئی۔ لوور میں علاوہ تصویر خانہ کے بہت بڑا عجائب خانہ عجائبات چین و نمونہ ہائے سامان بحر و جہانبانی جنگ کا بھی موجود ہی اور سلاطین فرانس کے تمام زیورات اور نادر الوجود قیمتی سامان بھی یہاں نمائش کے لئے رکھے ہوئے ہیں۔ +

لوور تو بیشک پیرس کی ناک ہی۔ لیکن شہر پیرس سے پندرہ بیس میل کے فاصلہ پر شہر ورسیلز میں (جسکو فرنچ ورسائی کہتے ہیں) اور جہاں فرانس کے بادشاہوں کے شہر سے باہر کے محلات کئی پشتوں تک رہے ہیں۔ تصویروں اور بتوں کا مجموعہ اور بھی بے نظیر ہے۔ یہ شاہی محلات بڑے رفیع اور وسیع ہیں۔ انہیں دیکھ کر تعجب ہوتا ہی کہ بادشاہ کیسی عیش اور آرام سے زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ مگر باوجود اسکے اُن کی ہستی بھی بے ثبات ہوتی ہے۔ ان عالیشان عمارتوں کے سینکڑوں کمرے بڑی بڑی قیمتی تصویروں سے سجے ہوئے ہیں۔ جو زیادہ تر فرانس کی تاریخ کے متعلق ہیں۔ جسطرح برلن کے زیوگ پاؤس میں چند تصاویر میں جرمنوں کی فتوحات جنگ دکھلائی گئی ہیں۔ یہاں صدہا تصاویر میں فرانس کے میدان کارزار کی کامیابیاں دکھلائی گئی ہیں۔ ان میں سے بہت سی تصاویر میں مسلمان صورتیں بھی نظر آتی ہیں کیونکہ صلیبی جنگوں سے لے کر اہل فرانس نے جس جنگ میں شرکت اختیار کی ہے اُسکی تصویر یہاں موجود ہی۔ نپولین کی مصر پر چڑھائی اور فرانسیسیوں کی مسلمانان البحیرہ سے لڑائیاں سب آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہیں۔ نپولین کی زندگی کے آخری سالوں میں سے تو ہر سال کے لئے ایک کمرہ تصاویر کا مخصوص ہی۔ اور تاریخ فرانس کے قریب ہر نامور شخص۔ بادشاہ۔ وزیر یا سپہ سالار کے بہت سی چلی منزل کے برآمدوں میں رکھی ہیں۔ لیکن مکان کے باہر دو حوض اور فوارے کہ جنکا پانی رنگی مچھلیوں۔ مینڈکوں۔ کچھوؤں اور مگرمچھ بالوں کے مُنہ سے نکلتا ہے۔ سبز روشوں اور پودوں کی قطاروں کے عجیب بہار دکھلاتے ہیں۔ جس نظارہ کو میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ ایک صفحہ بمشکل اسکی ہیئت کا کچھ خیال پیدا کر سکتا ہی۔ جہاں تک نظر جاتی ہی محل کے سامنے دونوں طرف درختوں کے گھنے جنگل کے درمیان ایک راستہ سبزہ زار کا چلا گیا ہی جسکے دونوں طرف قدیم قوموں کے دیوتاؤں کے بہت سے بُت نصب ہیں۔ +

اب ایک ذرا سی جھلک پیرس کی عام زندگی کی دکھلانا چاہتا ہوں۔ پیرس کے کھلے بازاروں میں گو گھوڑا گاڑیوں کا دستور عام ہے جو ہزار ہا وکٹوریہ گاڑی کی قسم کی ہیں۔ تاہم شوقین اہل پیرس موٹر کار کے بڑے فدائی ہیں۔ یہ گاڑی گیس کی انجن یا برقی طاقت سے چلتی ہے۔ اور ایک منٹ نہیں گزرتا کہ کسی مشہور سڑک پر تمہارے سامنے سے دو چار موٹر کار گاڑیاں فر فر کرتی اِدھر اُدھر نہ گذر جائیں۔ لنڈن میں تو اِن کا سوان حصّہ بھی موٹر گاڑیاں نہیں دیکھیں عام

گاڑیبانوں کی پوشاک ایسی ستھری اور کالر اور ٹائی ایسے صاف ہوتے ہیں کہ آپ کبھی گاڑیبان ہونیکا ظن نہیں ہوسکتا اگر گاڑی سے دور رہو)۔ یہ سب پڑھے لکھے ہوتے ہیں تم نے جہاں جانا ہو انہیں لکھ کر نام دے دو تو یہ تمہیں لیجائینگے۔ مجھے زبانی نام بتلانے میں ایک دفعہ بڑا دھوکہ ہوا۔ جرمنی سے مجھوایک صاحب نے اپنے پیرس کے ایجنٹ کے نام چٹھی دی کہ وہ مجھے کسی نہ کسی قسم کی مدد دیگا۔ اُس کا مکان پیرس کے ایک بازار "رُو شائو ڈاں" میں تھا۔ "شائر ڈان" لکھنے میں "شاڈن" (Dzum) ہوتا ہے۔ اور پیرس میں ایک دوسرا بازار جو پہلے سے بہت دور ہے "رو شائو ڈو" نامی ہے میں نے گاڑیبان کو بلا کر کہا کہ مجھے رُو شائو ڈُں میں لے چلو۔ اُس کمبخت نے رُو شائو ڈو سمجھا۔ اور ۵۲ نمبر کے مکان کے سامنے آتار کر دو فرانک کرایہ لے کر چلا گیا۔ پیرس میں دستور ہے کہ کسی گاڑی پر ایک جگہ سے دوسری جگہ خواہ کتنی دور یا قریب ہو جاؤ۔ تو ڈیڑھ فرانک کرایہ اور نصف فرانک گاڑیبان کا ٹپ ہے جو بمنزلہ کرایہ کے ہو گیا ہے۔ دو سے دو۔ لیکن اگر گھنٹہ بھر کے لئے گاڑی کرایہ کرو۔ تو دو فرانک کرایہ اور نصف فرانک ٹپ یعنی بخشش دو جب میں مکان کے اندر گیا تو معلوم ہوا۔ کہ یہ رُو شائو ڈو ہے اور رُو شائو ڈون وہاں سے بہت دور ہے۔ چنانچہ ایک دوسرے گاڑیبان کو گھنٹہ کے حساب سے لے کر وہاں گیا۔ ✣

مزدور یا خدمتگار اپنے کپڑوں کے اوپر ایک نیلا یا میلا کُرتہ پہنے رکھتے ہیں۔ جو ٹخنوں تک نیچا ہوتا ہے۔ ایسا ہی نیلا کُرتہ کئی غریب مائیں اپنے بچوں کو کپڑے پہنا کر اوپر سے پہنا دیتی ہیں کہ کپڑے میلے نہ ہوں۔ یہاں صرف پھول بیچنے کی بہت سی دوکانیں اجنبی کو نرالی نظر آتی ہیں۔ اور ان کے علاوہ کئی عورتیں ہاتھوں میں پھول یا گلدستے لے کر بازاروں میں بیچتی پھرتی ہیں۔ اکثر بڑے بڑے مکانات کئی کئی منزلوں کے کرایہ کے ہیں۔ ایسے مکانات میں بڑے دروازہ کے قریب ایک عورت یا مرد رہتا ہے جسکو "کونسی آرژ" کہتے ہیں۔ یہ مکان کے کرایہ کے انتظام کا صفائی کا بھی ذمہ دار ہے۔ اور تم دیکھو گے کہ ہر صبح جھاڑو اور بُرش لے کر کونسی آرژ عورت گھنٹوں تک مکان کے فرش کو دھو رہی ہے۔ بڑے بازار دن میں جا بجا لوہے کے مشت پہلو یا شش پہلو قد آدم سے دو چند بلند مینار سے بنے ہیں جو اندر سے خالی ہیں اور کوشک کہلاتے ہیں۔ ان میں اخبار بیچنے والی عورتیں اپنے اخباروں کی دوکان لگاتے ہیں۔ لیکن بعض دوسرے جو اخبار بیچنے کے کام نہیں آتے اُن کے سرے کے قریب شیشے لگے ہیں جن کے اندر روشنی رکھ دینے سے شیشوں کے اشتہار پڑھے جاتے ہیں۔ اشتہاروں کا کچھ نہ پوچھو کہ کتنے اور کیسے ہوتے ہیں یہ دیواروں پر بے انتہا پوسٹر لگائے جاتے ہیں۔ مگر ہر دیوار پر نہیں۔ بلکہ جو اس مطلب کے لئے کرایہ پر لیجائے۔ بازار میں جا بجا کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے حجرے بھی بنے ہوئے ہیں۔ جن میں ایک وقت پانچ چھ آدمی ہر طرف کھڑے ہو کر پیشاب کر سکتے ہیں۔ اور اوپر سے ہر وقت پانی بہ کر ان لوہے یا پتھر کی سلوں کو صاف کرتا رہتا ہے۔ اور پانی نیچے کی بدرووں میں چلا جاتا ہے۔ ان پیشاب خانوں میں خفیہ قسم کی بیماریوں کے علاج کے اتنے اشتہارات چسپاں ہیں کہ تل رکھنے کو جگہ نہیں۔ مکانوں کے نوٹس بورڈوں کے انواع و اقسام کے شیشہ اور پتھر اور انامل کے حروف کو چھوڑ کر سب سے عجیب طریقہ اشتہار کا جو مہینے آج تک اپنی آنکھ سے یورپ میں دیکھا ہے۔ وہ بھی سُنئے۔ ایک شخص ایک دو منزلہ مکان کے دریچہ سے موٹوسکوپ کی تصویریں ایک پردہ پر ڈالتا ہے۔ جو حرکت کرتی معلوم ہوتی ہیں۔ جب دس پندرہ منٹ میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں راہ گیر یہ مفت کا تماشا دیکھنے کو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تو وہ کمبخت اُن تصویروں کے بجائے مختلف کارخانوں کے اشتہاروں کا عکس اُس پردہ پر ڈالنے لگتا ہے۔ اور لوگ صبر سے انہیں کو اس اُمید پر دیکھ رہے ہیں کہ ابھی پھر کوئی دلچسپ متحرک تصویر نظر آئیگی۔ اس سے بہتر طریقہ اشتہار کا اور کیا ہو سکتا ہے۔ پیرس کے ایک چوک میں ایک بہت بڑا معدنی مینار کھڑا ہے جو نپولین نے اپنے دشمنوں سے توپیں چھین کر بنایا تھا۔ اور اسپر اُس کی سب جنگوں کی تصویریں کندہ ہیں۔ ✣

پیرس سے اخبارات بھی بہت سے نکلتے ہیں۔ روزانہ اخبارات لنڈن سے بھی تعداد میں زیادہ ہونگے لیکن اپنی حیثیت اور مقدار مضامین میں انگلستان کے اخبارات فرانس کے اخبارات سے بہت آگے ہیں۔ اب چونکہ میں فرانس کے اخبارات سے مطلب اخذ کر سکتا ہوں۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ مضامین کی مقدار اُن کے حاصل و سائل مضامین کی مائیت اور خبروں کے ماخذ کے لحاظ سے پیرس کے اخبارات لنڈن کے اخبارات سے بہت پیچھے ہیں۔ پیرس کا لی پٹی جرنل لنڈن کے تمام اخبارات سے اشاعت میں زیادہ یعنی پندرہ لاکھ بتلایا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ دس سنٹیم یعنی نصف پینی کا اخبار ہے۔ لیکن لنڈن میں بھی اب نصف پینی کے اخبارات میں ڈیلی اکسپریس جو چار ماہ سے جاری ہوا ہے کہا جاتا ہے کہ بہت بڑی اشاعت رکھتا ہے۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ پیرس میں لوگ اخبار پٹیری (حب وطن) کو جو زیادہ جوشیلا ہے۔ اور اخبار ناٹیں (صبح) کو بھی بہت پسند کرتے ہیں۔ یہ دونوں نصف پینی کے اخبار ہیں۔ مگر "فگارو" یا "گالوا" یا "ٹام" جو ڈیڑھ پینی کے پرچے ہیں۔ یا جرنل ڈی ڈیبیٹ جو دو پینی یعنی بیس سنٹیم کا ہے۔ اوّل درجہ کے اخبار شمار ہوتے ہیں "آرور" "اتھاریٹی" "سیاکل" "ریڈیکال" "ایکو ڈا پاری" وغیرہ بہت سے دوسرے مشہور اخبار ہیں۔ کیونکہ شہر پیرس میں ۱۶۳ پولیٹیکل اخبارات چھپتے ہیں۔ جن میں سے ۷۹ روزانہ۔ ۴۷ ہفتہ وار۔ ۶ پندرہ روزہ اور ۳ ماہوار ہیں۔ ان کے علاوہ ۱۶۶ ریویو یعنی رسالے چھپتے ہیں۔ لیکن بخلاف لنڈن کے پیرس کے دو اخبارات کے ہفتہ وار ایڈیشن ہفتی پیرزین اور لی پنی جرنل رنگین تصاویر سے مزین چھپتے ہیں اور وہ بھی دس سنٹیم یا نصف پینی یا ہندوستان کے دو پیسے کو بکتے ہیں۔ ان کی ارزانی قابل تعریف ہے۔ پیرس کے اخبارات میں یہ بڑا عیب ہے کہ بوجہ زیادی آزادی کے بد لگام اور مُنہ پھٹ زیادہ ہیں۔ آپس میں ہی ایکدوسرے کے مُنہ آتے رہتے ہیں۔ اور پولیٹیکل پارٹیوں اور دولتمند لیڈروں کے پولیٹیکل رسوخ بڑھانے کے لئے روپے کی مدد حاصل کرتے ہیں۔ ورنہ اپنا خرچ نہیں چلا سکتے۔ فرانسیسی زبان میں کتابیں ایسی ہی اچھی چھپتی ہیں۔ اور صدہا اور ہزارہا قسم کی چھپتی ہیں جیسی کہ انگریزی میں چھپتی ہیں۔ نمائشگاہ میں بہت سے پیرس کے کتب فروشوں اور اہل مطابع نے اپنی کتابوں کے نمونوں کی نمائش کی ہوئی تھی۔ کیا بلحاظ چھپائی۔ جلد بندی اور آرٹ کے کام کے فرانس بہت بڑھا ہوا ہے۔ اور کلوں اور دستکاری اور صنعت و حرفت میں تو اتنا بڑھا ہوا ہے کہ مجھے اسکا کوئی علم نہ تھا۔ بہرحال میں نے فرانس کی ٹکنیکل تعلیم کے بہت سے مدارس کے نصاب حاصل کر لئے ہیں۔ انشاء اللہ بوقت فرصت اُن سے استفادہ کرونگا۔ ✣

زنگیلی پیرس کی چمکدار روشنی کے پچھلی طرف ایک تاریک داغ بھی ہے۔ جو دن کو چھپ جاتا ہے۔ لیکن جوں جوں رات بڑھتی ہے۔ تو پیرس کی زندگی کا یہ تاریک پہلو زیادہ نمودار ہونے لگتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یورپ کے تمام شہروں میں رات کی زندگی دن سے مختلف قسم کی ہے لیکن مجھے بہت سویرے سو جانے کی عادت ہے۔ اسلئے اس زندگی کے فراز و نشیب سے سوائے سیکنڈ ہینڈ واقفیت کے جسے ذاتی علم بہت کم ہے۔ اور در اصل مجھے یا میرے اہل وطن کو اس الم سینہ کے حصول سے کچھ منفعت بھی نہیں۔ جو لوگ اپنی ضرورتوں کا انصرام کر سکتے ہیں انہیں عیش طلبی اور آرام پسندی کا حق حاصل ہے لیکن جو چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کے لئے بھی دوسروں کے محتاج ہیں۔ انکا فرض ہے کہ کمر ہمت باندھ کر محنت کریں۔ اور جب فارغ البال ہو جائیں تو آرام کا خیال کریں۔ ہمیں چاہئے کہ اہل یورپ کی خوبیوں سے سبق حاصل کریں۔ اور بُرائیوں کو نظر انداز کریں۔ مولیٰ ہمیں تہذیب اخلاق اور اصلاح حال کی توفیق بخشیں ✣

از دست گدائے بے نوا نائد ہیچ
جُز این کہ بصدق دل دعائے بکند

الفاروق:۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانح عمری شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کی جادو طرازی حسن بیان۔ طرز تحریر تحقیق۔ واقعات کی نسبت کچھ کہنا تحصیل حاصل ہے۔ ہندوستان بھر کے لائق اصحاب اونکی نزور قلم کے معترف ہیں۔ واقعی مولانا صاحب جیسے فاضل معجز نگار کے لئے حضرت فاروق اعظم جیسے عدیم النظیر ہیرو کی ضرورت تھی۔ عرصہ سے لوگ اس کتاب کی اشاعت کے لئے ہمہ تن چشم بنے ہوئے تھے۔ الحمد للہ کہ اب وہ مکمل ہو کر چھپ گئی ہے۔ مطالع پر معلوم ہو سکتا ہے کہ مولانا نے کس خوبی و متانت و بے تعصبی سے بڑے بڑے دقیق مسائل کو حل کر دیا ہے۔ اور کیسے کیسے دلچسپ حالات کو کس لطافت و فصاحت کے ساتھ قلمبند کیا ہے قیمت مجلد ہے غیر مجلد تین روپے۔ شائقین تساہل نہ کریں ورنہ دوسری ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔ ✣ **المشتہر**۔ منیجر اخبار وکیل امرتسر۔

نجوم۔ جفر۔ تعبیر۔ وعملیات۔ نجوم۔ جفر۔ رمل۔ علمیات۔ مکاشفات۔ طلسمات۔ پیشینگوئی۔ تسخیر۔ تعبیر۔ استفاضہ ارواح بزرگان کی کافی جوابات و مشورت کے واسطے جناب مولوی تلمیذ حسین صاحب فلکی منجم اعلیٰ الصدر مقام فیروز آباد ضلع آگرہ سے خط و کتابت کیجئے و نیز باقرار شاگردانہ التماس پر علوم مذکورہ بالا مولانا فلکی ممدوح تعلیم فرماتے ہیں۔ شائقین درخواست کریں۔ قرعہ رمل۔ ہزار نام باریتعالیٰ مع اعداد خیر۔ تقویم اکبری ۲

مراسلات

ندوہ کی خدمت میں التماس

بجناب معزز اڈیٹر صاحب تسلیم۔ عرصہ ہوا کہ خاکسار نے ندوی کے قواعد اور اغراض کا ایک مختصر رسالہ مطالعہ کیا تھا جس سے دل کو بڑی خوشی حاصل ہوئی تھی کہ ہماری فضلاء اکرام کو ندوے کا ایک اچھا مضمون سوجھا۔ خاکسار کی ناچیز رائے میں ندوی سے بڑھکر کوئی دلچسپ مضمون جو قوم کے لئے فائدہ مند ہو نظر نہیں آتا۔ کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ جو مشرقی علوم کے حامی ہیں وہ اسکا اتنا سبق پڑھتے ہیں کہ وہ مغربی علوم کو بالکل ایک الحاد کے درجہ پر سمجھتے ہیں اور جو مغربی علوم کے معاون ہیں وہ یہانتک غلو کرتے ہیں کہ مشرقی علوم کی مفید باتوں کو سرے سے اڑا کر اسکو محض ایک ردی اوڑ کاڈ خیال کرتے ہیں مگر ندوی کے قواعد سے معلوم ہوا ہے کہ مشرقی اور مغربی باتوں کو عمدہ طریقہ اور سلیقہ سے ملاوینگے اور ایک دوسرے کے ساتھ شیر و شکر کردینگے اس مفید تجویز سے مجکو ندوے کے معاونوں کی دانشمندی کا ایک بدیہی اور صاف ثبوت ملا ہے خداوند تعالے انکی ہمت میں برکت بخشے اور کامیاب کرے۔ اگر ندوہ اپنے اغراض اور مقاصد میں کامیاب ہوا تو سمجھ لیجیگا کہ اسنے بڑی مراد پائی۔ اور مسلمانوں کو دین و دنیا کی برکات سے مالا مال فرمایا کیونکہ فی زمانہ ندوے کی بڑی ضرورت تھی کمترین کی ناچیز التماس یہ ہے کہ دار العلوم ندوہ میں جو شاخ وعظیت کی ہو اسمیں علاوہ علم کلام اور بحث و مباحثہ کے درس کے عبرانی۔ یونانی۔ اور لاتینی زبانیں بھی سکھائی جائیں۔ کیونکہ جب ہماری اسلامی واعظین اور متکلمین بفضل خدا کامیاب ہوکر نکلیں گے تو اسوقت عیسائیوں کے مقابل میں مذکورہ زبانوں کا جاننا بہت ضروری ہوگا۔ گو دوسرے مذاہب کی کتابوں کا جاننا بھی انکے لئے ضروری ہے مگر وہ بمقابلہ عیسائیوں کے کچھ حقیقت نہیں رکھتے ہندو مذہب روبزوال ہے۔ آریہ اور برہمو جوان میں فرقے نئی روشنی کے پیدا ہوئے ہیں وہ بقول پادری آینرک ٹیلر اسلام کیلئے شاہراہ تیار کر رہے ہیں۔ دنیا میں جسطرف نذر اٹھا کر دیکھو اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے جیسی مستعد اور ہوشیار عیسوی قومیں ہیں اسکی نظیر نہیں ملیگی کوئی دنیا کا ایسا حصہ نہیں جہاں یورپ اور امریکہ والوں کی طرف سے مشنری موجود نہ ہوں اور پادری جس محنت و جانفشانی سے عیسوی مذہب کی اشاعت کرتے ہیں اسکا نتیجہ نہ مذہبی طور پر مفید پڑتا ہے بلکہ پولیٹیکل پہلو میں بھی اسکا درجہ بہت بڑھا ہوا ہے۔ اسکے لئے ادنی نمونہ چین کا ناظرین کے سامنے موجود ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ پادریوں کا مشن جس ملک میں جاتا ہے اس ملک کی زبان سے پہلے ہی واقفیت اسکو ہوتی ہے تاکہ مذہبی کام میں اسکو کوئی دقت نہ ہو جسطرح سمجھدار اور واقف کار زمانے کے مذاق کے سمجھنے والی مسلمان عیسوی مذہب کو اپنے مقابلہ کے لئے سمجھتے ہیں اور اسکو اور مذاہب سے ترجیح دیتے ہیں۔ یہی حال عیسوی عالموں کا ہے۔ وہ بھی ہمیشہ صبح اور شام اسلام کے برخلاف پائے گئے ہیں۔ اسکے گرانے میں وہ اسقدر سعی و کوشش کرتے ہیں کہ خدا پناہ دے۔ چنانچہ اسکا ثبوت مشنری رپورٹوں سے معلوم ہو سکتا ہے گو بائبل کے ترجمے ہر زبان میں موجود ہیں لیکن قدیم نسخہ جات عبرانی اور یونانی اور لاتینی زبان میں ہیں اسکا انتظام مثل قرآن شریف کے نہیں کہ اصل متن کے ساتھ ترجمے نیچے ہوں بلکہ اکثر یہی دیکھنے میں آیا ہے کہ اصل متن کہیں پڑا ہے ترجمے پبلک میں شائع ہوتے ہیں لیکن جب ان مروج ترجموں کا اصل زبانوں سے مقابلہ کیا جاتا ہے تو اسوقت نہ صرف ایک آدھ جملہ میں فرق نکلتا ہے بلکہ عبارتیں ایسی نکل آتی ہیں کہ اصل میں سے مطلب انکا دور جا پڑتا ہے چنانچہ بائبل کا ترجمہ وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے وہ اس امر کا شاہد ہے مگر ہمارے کسی عبرانی دان عالم نے جب کبھی دقیقہ بین نظر سے ترجمہ کا مقابلہ اصل متن سے کیا ہے تو بڑا فرق پایا ہے۔ اور وہ فرق مسلمانوں کے حق میں بڑا مفید نکلا اور قرآن شریف پر جو عیسائی مورخانہ اعتراض وارد کرتے ہیں وہ اس سے رفع ہو گئے ہیں اگر یہ امر درست ہے تو ندوہ کے واعظین کو عیسائیوں کے مقابل مذکورہ زبانوں کا جاننا کیسا مفید ہو سکتا ہے اور اسی طرح پر سائنس یعنے علم طبعیات بھی واعظین کو جاننا ایک لازمی ہونا چاہئے کیونکہ قرآن شریف کی بہت سی آیات علوم جدیدہ پر اشارات اور استدلال کرتی ہیں حالانکہ ان علوم کا بروقت نزول قرآن شریف نام و نشان بھی نہ تھا مگر قرآن کریم کا یہ علمی معجزہ ہے کہ جو باتیں اور ماہیتیں حقایق اشیا کی اسکے نزول کے سینکڑوں برس بعد بتقید وقت و تحقیق دریافت ہوئی ہیں اسنے پہلے سے بذریعہ الہام ظاہر فرمادیں مگر جب ہمارے واعظین ان علوموں کو جانینگے نہیں اور کما حقہ واقفیت بھی پیدا نہ کرینگے تو قرآن شریف کی خوبی مخالفین پر کیونکر ظاہر ہوگی۔ پس علاوہ عبرانی یونانی لاتینی زبانوں کے علم سائنس جسکی شاخ ایک جیالوجی بھی ہے اسکا جاننا بھی بہت ضروری ہے بلکہ فرض عین خواہ سائنس انگریزی میں پڑھا جاوے خواہ اردو میں یہہ ناچیز التماس ہے جو اسوقت مختصر طور پر عرض کی ہے اسلئے کہ ندوی کے معاون اور خیر خواہ ایک روشن خیال اصحاب معلوم ہوئے۔ امید ہے۔ آپ بھی اس مختصر تحریر کو اپنے معزز پرچہ کے کسی صفحہ میں چھاپ دینگے احقر کی طرف سے عین شکر گذاری کا موجب ہوگا۔ فقط۔ خاکسار غلام نبی امرتسری۔

جی ایف ایس ایک لڑکی کی سرگذشت

متردد کن بیانات

اخبار سرے ٹیمس کے ایک رپورٹر نے مقام بوس برج متصل گوڈالمنگ میں ایک پرتاثیر معاملہ کی تفتیش کی۔ مشہور عالم بوس برج پارک اسٹیٹ کے ایک حصہ لاج باتھم واقعہ بوس برج میں مس سراہ برل رہتی تھی جو ابھی انیس سال کی ہی ہوئی تھی وہ سرو قد متناسب الاعضا جوان عورت ہے جسکا چہرہ روشن اور کھلا ہے اور بڑی خوش مزاج ہے۔

بچپن میں مس برل بڑی قوی تھی۔ اور جب وہ مدرسہ سے آئی تو ایک دن اسکو سخت بخار و وجع مفاصل نے آلیا۔ خیال کیا جاتا تھا کہ پانوں گیلے رہنے کے باعث یہہ مرض ہوگئی ہے۔ اس مرض سے وہ آہستہ آہستہ تندرست ہوگئی۔ مگر بدقسمتی سے قریباً ایک سال بعد پھر ویسی ہی درد ہوئی اور وہ صاحب فراش ہوئی۔ ایک ڈاکٹر روزانہ دو دفعہ اسکی خبر لیتا آخرکار وہ اچھی تو ہوگئی مگر بڑی کمزور ہوکر۔

لڑکی کی ماں سے زبرل بیان کرتی ہے کہ جب لڑکی دوسری دفعہ مرض سے اٹھی تو ہمیں امید تھی کہ وہ پھر اس مرض میں مبتلا نہ ہوگی۔ مگر ہمیں بڑی مایوسی ہوئی کیونکہ وہ پھر بیمار ہوگئی اور مجھے خوب یاد ہے کہ جب ڈاکٹر اسے دیکھ کر نیچے آیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا معاملہ کچھ خطرناک ہے۔ اس نے جواب دیا ہاں اور یہہ کہا کہ مرض طول کھینچیگا اور خرچ بھی بڑا ہوگا اور سب سے اچھی صلاح جو میں دیسکتا ہوں یہہ ہے کہ اپنی لڑکی فوراً ہسپتال میں بھیجدو۔ ایسا کیا گیا۔ اور ہم

اُسے ایک چارپائی پر ڈال کر

اسپیچل ویگن میں سرے کونٹی ہاسپٹل واقعہ گلڈفورڈ میں لے گئے جہاں وہ ۹ ہفتہ رہی۔ اسمیں شک نہیں کہ وہ ہسپتال سے اچھی ہوکر نکلی اور کنگسٹن تک گئی جہاں وہ کچھ مہینہ رہی۔ پھر وہ گوڈالمنگ میں ٹھہری جہاں پھر بیمار ہوگئی ایک ڈاکٹر لائق طبیب اسکے معالجہ کے لئے بلایا گیا اسنے اسی فوراً ہسپتال پہنچانے کی صلاح دی۔ ایک پھر اسی وجع مفاصل اور بخار رہتا اور ساتھ ہی انیمیا بھی تھا۔ ڈاکٹر نے کہا کہ پہلے کیطرح اب بھی بیماری سخت آئیگی ہسپتال پہنچی تو وہ ایسی کمزور ہے کہ چل نہ سکتی تھی اسلئے اٹھا کر اوپر پہنچانا پڑا۔ ملاقات کو دن اسی دیکھکر دل کہتا تھا اسی اسقدر درد تھا کہ اُسے

روئی میں لپیٹ کر رکھتے

اسدفعہ وہ ہسپتال میں ۹ ہفتہ رہی اور پچھلے سال جنوری میں وہاں سے نکلی چونکہ وہ گرلز فرینڈلی سوسائٹی کی ممبر تھی اسلئے بمقام شانکلن انکے مقام پر گئی وہاں تین ہفتہ رہی اور بہت اچھی ہوکر وہاں سے آئی۔ مگر تاحال کمزور تھی اور دم چڑھتا تھا اسکا دل بھی کمزور رہتا تھا۔ اور اسکے پٹھوں میں تاحال گٹھیا کا اثر باقی تھا بخار اسوقت اس حال میں چھوڑ گیا تھا ہم نے چند ماہ تک اسی گھر میں کہا لیکن وہ اسوقت تک کچھ اچھی نہ ہوئی جبتک کہ ایک ہمسایہ کے کہنے پر ہم نے ایک دوائی استعمال نہ کی۔ رپورٹر نے جو کان لگا کر سن رہا تھا پوچھا کہ وہ دوائی کیا تھی۔ جواب یہہ ملا۔ ڈاکٹر ولیم کی پنک پلز فار پیل پیپل۔ مسز برل نے سارا نام لیا اور معلوم ہوتا تھا کہ نام لیکر وہ خوش ہوتی تھی مسز برل نے کہا کہ ہماری ہمسایوں نے ڈاکٹر ولیم کی پنک پلز کی متعلق بہت کچھ پڑھا تھا اور اسی ہمیں انکے استعمال کی ترغیب دی اور انہوں نے میری لڑکی کو فائدہ بھی پایا۔ اسکو دم چڑھنا موقوف ہوگیا اور جونہی کہ وہ گولیاں کھانی لگی اسمیں طاقت بھرنے لگی یہ دیکھکر حیرت ہوتی تھی کہ وہ کیسی قوی ہوچلی ہے ہم سب حیران تھے اور ہمارے دوست و ہمسائے بھی حیران ہوئے جبکہ لڑکی ایک خوبصورت تندرست نوجوان عورت نکل آئی۔ جب کہا گیا کہ ڈاکٹر ولیم کی پنک پلز کے اثر کی کوئی مثال دو تو مسز برل نے کہا کہ جب میں آخری حملہ مرض کے بعد اپنے گھر آئی تو میں ایسی کمزور تھی کہ چل نہ سکتی تھی اور شہر میں جانا تو کبھی متعذر تھا لیکن اب جب کبھی میں باہر جاتی ہوں سیدھی گھر پہنچتی ہوں اور پہاڑی کے چڑھنے کو خیال میں بھی نہیں لاتی اسکے علاوہ مجھے اکثر سیڑھیاں چڑھنا اترنا پڑتا ہے اور مجھے دم نہیں چڑھتا۔ ہر گرد و نواح میں ایسی مثال مل سکتی ہے کیونکہ اس ملک میں کوئی بھی ایسا گاؤں نہیں ہیں جہاں ایسے لوگ نہیں ہیں جو پہلے دیکھیا بیمار تھے مگر ڈاکٹر کی پنک پلز نے انہیں تندرست و توانا کر دیا۔ ڈاکٹر ولیم کی پنک پلز سے تمام امراض دفع ہوجاتے ہیں جو ضعف اعصاب اور کثرت محنت سے یا گرم ملکوں میں رہنے سے پیدا ہوئے ہوں مثلاً جگر کی شکایات۔ اور ملیریا اور دیگر بخارات کے بعد کا ضعف۔ صدر۔ لوکوموٹر اٹیکسی (آخر الذکر کو تو عام ادویہ سے کبھی صحت ہی نہیں ہوتی) عرق النسا۔ رعشہ۔ امراض نخاع۔ سر درد عصبی۔ امراض قلب اور وہ امراض جو خون کی کمی اور کمزوری سے پیدا ہوتی ہیں مثلاً انیمیا۔ دق وجع مفاصل ہیضہ دم چڑھنا اختناق الرحم زنانہ امراض اور چہرہ کی زردی اور دلہاپن۔ گولیاں (بنائے توزان مرد و عورت کے لئے ہیں مگر عورتوں کے امراض مخصوصہ میں بہت مفید ہیں) تمام معزز دوا فروش بحساب ۲/۹ فی ڈبیہ یا چھ ڈبیہ ۱۴/۶ کو فروخت کرتے ہیں۔ انکی بجائے اور دوا جو کہلی یا بند بکتی ہو بالکل نکمی ہے۔ صدور دفتر نمبر ۲۷ کالباد یوی روڈ بمبئی ۸۔ کینگ سٹریٹ کلکتہ۔ تمام ہندوستان برہما۔ اور لنکا میں ڈاکٹر ولیم میڈیسن کمپنی کے ایجنٹ ہیں۔

اسلامی دنیا کی ترکونکے ساتھہ خصوصیت

عرصہ سے بعض خوشامد خوری جنکے نام لینیکی ضرورت نہیں مسلمانان ہندوستان میں ترکونکے خلاف خیالات پیدا کرنیکی کوشش کر رہے ہیں انکے خیال کے مطابق کسی مسلمان کو ترکونکی تقلید طریقہ ولباس وغیرہ میں نہ کرنی چاہیئے اور نہ انکے ساتھہ کسی قسم کی ہمدردی ومحبت کا اظہار ہونا مناسب ہی۔ راقم کو ان معترضین کی اس کوشش اور ان خیالات پر بوجوہ چند نہایت حیرت اور استعجاب ہی اول یہہ کہ ایسے معترضین وہ لوگ ہیں جو اپنے تئیں ترکوں کا ہم مذہب کہتے ہیں اور اس لحاظ سے از روئے شریعت محمدی وہ انکے بھائی ہیں۔ دوم یہہ لوگ اس گروہ کے ہیں جنکو ہم لفظ تعلیم یافتہ سے مخاطب کرتے ہیں۔ جو دنیا کی نشیب و فراز۔ گذشتہ و موجودہ حالت اسلام سے بسبب علمیت کے بخوبی واقف و ماہر خیال کئے جاتے ہیں۔ سوم وہ قوم میں سے ایسی صفت (اخوت) کو دور کرنا چاہتے ہیں جسکی بنیاد قائم کرنے میں پیغمبر اسلام اور اسکی جانشینوں نے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ چہارم انکی ایسی مخالفانہ تحریر سے بجز خوشامد اور نفاق کے اور کچھہ مترشح نہیں ہوتا جو تعلیم یافتہ مہذب اور سچے مسلمان سے بہت بعید ہے۔ ہماری ارجمند برٹش گورنمنٹ انکی ان چالونکو خوب سمجھتی ہی واقعی جس شخص نے اپنی قوم کے ساتھہ بیوفائی کی وہ دوسری قوم اور مذہب کا رفیق کب ہوسکتا ہی۔ ایسی لوگ دنیا کے نزدیک کچھہ قابل اعتبار نہیں بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ ہماری لائق معترضین کو یہ گمان ہی کہ مسلمانان دنیا خصوصاً ہندوستان کی مسلمانوں کو جو محبت اور ہمدردی ترکوں کی ساتھہ ہی وہ پولیٹیکل لحاظ سی ہی۔ یہہ انکی سراسر غلط فہمی ہی مسلمانان ہند کو ہرگز ہرگز یہہ خیال نہیں ہی وہ انگریزی گورنمنٹ کو دل سے خیر خواہ اور مطیع رعایا ہیں اور ہوں کیوں نہ جبکہ مذہب اسلام کے رو سے ہر دیندار مسلمان پر اپنے حاکم وقت کی اطاعت بشرطیکہ وہ کسی قسم کی مذہبی امور میں دست اندازی نہ کرتا ہو۔ اسیقدر واجب و لازم ہی جسقدر روزہ نماز وغیرہ۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ہماری برٹش گورنمنٹ اپنی رعایا ہند کے خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان مذہب میں بالکل دخل نہیں دیتی اور مذہبی امورات میں اسنے ہر فرد بشر کو کامل آزادی دے رکھی ہی پھر کون چیز مسلمانوں کو جو گورنمنٹ کی سچی جان نثار رعایا ہیں از روئے شریعت اپنے حاکم وقت کے خلاف کر سکتی ہی۔ ہماری محبت اور ہمدردی ترکونکی ساتھہ جو ہماری بھائی ہیں کبھی اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ ہم برٹش گورنمنٹ کے خدانخواستہ دشمن ہیں۔ مسلمانان دنیا اور نیز ہندوستان کے مسلمانوں کو جو ترکوں کے ساتھہ خاص ہمدردی ہی اسکی اصل وجہ یہہ ہی کہ وہ ایک ایسی سرزمین کی خادم ہیں جسکی تعلقات ہر ایک مسلمان سی خواہ وہ کسی گروہ یا فرقہ کا ہو لازم طور پر وابستہ ہیں وہ وہ مقدس اور پاک مقام ہی جسطرف تمام دنیا اور ہندوستان کے مسلمان جن میں ہماری لائق معترضین بھی شامل ہیں پنج وقتہ نماز میں سجدہ کرتے ہیں یہہ وہ جگہ ہی جسکی زیارت بموجب کلام الٰہی مسلمان اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ جہاں کی موت سبب نجات اور بخشش خیال کیجاتی ہی مسلمان خوب جانتے ہیں کہ اس مقدس جگہ کی بقا اور سرسبزی ترکی سلطنت کی قسمت سی وابستہ ہی پس مسلمانوں سی یہہ کسطرح ہوسکتا ہی کہ وہ اپنی معبد گاہ کے محافظین کی ساتھہ محبت و ہمدردی نہ کریں۔ لہذا ظاہر ہی کہ مسلمانان دنیا کا تعلق ترکوں کے ساتھہ دینوی ہی نہ کہ پولیٹیکل۔ اگر بجائے ترکوں کے کوئی اور قوم مسلمانونکی مثلاً افغان یا ایرانی اس جگہ کی محافظ ہوتے تو مسلمان انکی ساتھہ بھی وہی محبت اور ہمدردی کرتے جو آج ترکونکی ساتھہ انہیں ہی۔ ہماری معترضین کی کوشش محض بے سود اور انکے خیالات بالکل بیہودہ ہیں۔ جن سی ہماری عادل و منصف گورنمنٹ کی اس عنایت و شفقت میں جو اسنے مسلمانوں کے حال پر اور مسلمانونکی اس وفاداری و محبت میں جو انہیں اپنی مہربان گورنمنٹ کے ساتھہ ہی ذرہ بھر فرق نہیں آسکتا۔ بنی نوع انسان کے ساتھہ ہمدردی کرنا اور اپنے ہم مذہب سے محبت رکھنا انسانی خاصہ ہی۔ حال ہی میں ترکوں کو دیکھئے کہ انہوں نے قحط ہندوستان کے لئے چندہ دیا ہی جس سی نہ صرف مسلمان بلکہ ہندو بھی انکے احسانمند ہیں۔ جو لوگ اپنے ضمیر کے خلاف ایسے ایسے بیہودہ خیالات تراشکر حکام کو خوش کرنا چاہتے ہیں وہ ہماری رائے میں سخت احمق اور منافق ہیں اور گورنمنٹ اور رعایا کے لئے نہایت خطرناک ہیں۔ — احمد حسین از لکھنؤ

مدرسہ طبیہ مجیدیہ دہلی | پبلک کو شاید یہہ تو ضرور ہی معلوم ہوگا کہ ہماری طب یونانی ایک عرصہ دراز سے گویا مریض مدقوق تہا۔ انقلاب زمانہ اور تغیرات آب و ہوا سی تو پہلا درجہ اُسے اسطرح شروع ہوا کہ کانوں کانوں کسی کو خبر تک بہی نہوئی کہ کب طے ہوگیا جب دوسرا درجہ شروع ہوا تب البتہ اُسکی مستفیضوں اور احباب کو انتباہ ہوا۔ اور وہ بہی تہوڑا سا کچھہ سوچتے کچھہ سمجھتی کچھہ صلاح و مشورہ بہی کرتے رہے کہ اتنے میں وہ دوسرا درجہ بہی ختم ہوگیا۔ اب مریض صاف صاف مدقوق نظر آنے لگا جب تو سب کو اندیشہ ہوا اور ہول بڑھایہہ تجویز و تدبیر یہہ مشورہ وہ صلاح مگر کیسا افاقہ اور کہانکی صحت اور کیسی فلاح اور کسکی نجاح روز بروز خلل روی اور یوماً فیوماً اعراض قوی ہوتے رہے۔ طرہ یہہ کہ ابتک مریض کی طرف سی اُسکے احباب ایک معمولی مرض سمجھکر مطمئن اور گمان غالب صحت کا کرتے رہے احباب کی لاپروائی حمی دقیہ سی زیادہ تخلیل کئے ڈالتی تہی اور مخالفونکی طعنہ زنی سعال یابسہ سی کہیں زیادہ بے چین رکہتی تہی +

جب اس مصیبت زدہ مریض کا حال ہمارے صاحب فضل و کمال ارسطوئے زمان فلاطون دوران **حاذق الملک** حکیم ابو سعید محمد عبد المجید خانصاحب نے ملاحظہ فرمایا تو آپکو بہت رحم آیا اور معالجہ کے لئے کمر ہمت چست باندہی اور پہر بڑی حذاقت و لیاقت کے ساتھہ توجہ سے معالجہ کیا کہ ایسا تو مرض اور اتنے تہوڑے عرصہ میں مریض بالکل تندرست اور صحت یاب ہوگیا +

یہہ تو صاف ظاہر ہی کہ مریض اب بالکل تندرست ہی لیکن ضعیف اور نقیہہ پرلے درجہ کا ہی۔ اب پبلک کو عموماً اور ہماری ملک کی رؤسا کو خصوصاً لازم ہی کہ اسکی سستہ ضروریہ کا اہتمام اور ورزش و کریکیٹ وغیرہ کا انتظام ضرور فرمائیں تاکہ یہہ ضعیف ایک تنومند پہلوان اور رستم ہند بنکر پبلک کو نفع کثیر پہنچائے۔ اگر خدانخواستہ یہی موجودہ حالت ضعف و نقاہت کی چندی قائم رہی تو یہہ واضح رہے کہ نکس مرض مرض سی زیادہ بدتر ہوتا ہی +

معزز ناظرین! آپ غور کرنے سی معلوم کر سکتے ہیں کہ ہمارے **حاذق الملک** موصوف نے ایک بہت ہی بڑی اہم کام کا بیڑہ اٹہایا ہی۔ اور روز افزوں ترقی کر رہے ہیں اور بفضلہ تعالیٰ گیارہ سال بخیر و خوبی گذاری اور اب بارہویں سال میں قدم رکہا ہی۔ اگر بنظر انصاف دیکہا جائے تو ایسے پرانے اور مردہ علم کو دوبارہ زندہ کرنا کیسا کچھہ مشکل کام ہی۔ کیونکہ فی زمانہ دیکہا جاتا ہی کہ تمام ملک ایشیا میں پرانے علوم و طرز تمدن کو انحطاط ہو رہا ہی بیسیوں علوم و فنون جو ایک زمانہ میں کوس لمن الملک بجاتے تہے اب بالکل معدوم ہو گئے ہیں اور جو مضمحل حالت میں سسکتے رہ گئے وہ اب معدوم ہوتے جاتے ہیں۔ مغربی طرز تمدن کا زبردست انقلاب تمام دنیا میں کیچلی بدل رہا ہی۔ جو قومیں یا علوم اس خوفناک آسیائیگی مانع آئی ہیں وہ اپنے تئیں صفحہ ہستی سی مٹواتے جاتے ہیں یہہ انقلابی حالت اگرچہ کم و بیش تمام دنیا ہی میں جاری ہی لیکن ان ممالک میں جو یورپ کے علم جدید سی براہ راست تعلق رکہتے ہیں اسکا پورا اثر پڑ رہا ہی +

ہمارا ملک ہندوستان بالخصوص آخر الذکر ممالک میں سی ہی اور انقلابی حالت کا جولان گاہ بن رہا ہی پرانے علوم و فنون۔ صنعت و حرفت جو قدیم آرین اور آخر زمانہ کی اسلامی تہذیب کی پیداوار تہی قریب قریب سب مٹ گئے اور مٹی جاتے ہیں اور انکی جگہ جدید یورپین قائم مقام ہوتے جاتے ہیں۔ معزز ناظرین! آپ سمجھہ سکتے ہیں کہ ایسے زمانہ میں پرانے علم کو زندہ کرنا کسقدر دشوار گذار گہاٹی ہی۔ زمانہ کی رفتار کے خلاف چلنا بعینہ دریا کے بہاؤ کے مخالف رخ کشتی کو چلانا ہی +

اور خصوصاً اس مدرسہ طبیہ دہلی کا چلانا بہت ہی دشوار اور امر اہم ہی۔ کیونکہ **حاذق الملک** موصوف نے

کامیابی حاصل کی ہی تو کیا کمال کیا کیونکہ ایک سلطنت کا خزانہ اور شاہی ہمدردی کا خیال اُسکی ترقی کے لئے ساعی تہا۔

اور وہ مدرسہ خدیو مصر پاشا مرحوم کے دم تک چلا اُنکے معزول ہونے کے بعد ہی ٹھہر گیا۔

اس مدرسہ طبیہ مجیدیہ میں یہہ کتنی بڑی خوبی کی بات ہی کہ جدید تشریح (کہ جسکی موجودہ زمانہ میں اشد ضرورت ہی) ساتھہ ہی ساتھہ سکھلائی جاتی ہی۔ پھر ہر شخص خیال کر سکتا ہی کہ یہہ **معجون مرکب** کیسی کچھہ مفید چیز ہے +

اور لطف یہہ ہی کہ اس مدرسہ میں تکمیل فن طب کیلئے ابتدا سے انتہا تک صرف چھہ سال رکھے گئے ہیں ایسے اعلیٰ درجہ کے علم کے حاصل کرنیکے لئے یہہ مدت قلیلہ کچھہ بھی وقعت نہیں رکھتی۔ لیکن افسوس ہی کہ **پبلک** نے **حاذق الملک** موصوف کے قابل قدر کام کی قدر افزائی نہ کی +

اے معزز ناظرین!!! امیری اتنی سمع خراشی سے کم از کم آپکو اتنا تو ضرور ہی ثابت ہو گیا ہوگا کہ **مدرسہ طبیہ مجیدیہ دہلی** تمام انڈیا میں اپنی آپ ہی نظیر اور موجودہ ضرورتوں کے لحاظ سے کیسا کچھہ موزوں اور مفید ہے جیسا کہ تعلیمی حیثیت سے ترقی اور قابل قدر حالت پر ہی ویسا ہی **پبلک** کی بے توجہی اور چندہ کی کمی کے لحاظ سے بہت نازک اور افسوسناک حالت میں ہی۔ خاصکر دو ایک سال سے تو چندہ ایسی کمی پر ہی کہ خرچ آمدنی سے زیادہ ہوتا ہی چنانچہ امسال نو سو نوے روپیہ نو آنہ آمدنی سے زاید خرچ ہوئے +

اگر خدانخواستہ آیندہ بہی پبلک و رؤسار کی بے توجہی کیوجہ سے چندہ کی کمی کی یہی حالت رہی تو آیندہ اُسکی ترقی و سرسبزی کی کیا اُمید ہو سکتی ہی +

امید ہے کہ ہمارے ملک کے رؤسار پبلک کی بہبودی مدنظر رکھکر مدرسہ طبیہ مجیدیہ دہلی کے چندہ کی افسوسناک حالت پر ضرور ہی توجہ مبذول فرماکر آیندہ کے لئے ملک قوم کو شکریہ کا موقعہ دینگے +

ابو سعید محمد عبد الرؤف صدیقی عفی عنہ سند یافتہ مدرسہ طبیہ دہلی متوطن ضلع فتح پور ہنسوہ (ممالک مغربی و شمالی)

حال وارد شہر امرتسر (پنجاب) ڈیوڑھی کرموں +

اردو ناگری

اردو ناگری کا جہگڑا ابہی تک ختم نہیں ہوا لیکن اُردو ڈیفنس ایسوسیشن نے گورنمنٹ کی خاطر عاطر کو اسطرف متوجہ کیا ہی چنانچہ خیال کیا جاتا ہی۔ نہیں بلکہ نہایت وثوق کے ساتھہ امید کیجاتی ہی کہ گورنمنٹ اپنی غلطی سے معترف ہو کر رعایا کو ہمیشہ کیواسطے مرہون منت کریگی۔

کیونکہ ظاہر ہے موجودہ حالت میں تینوں فریقوں کا نقصان ہی۔ گورنمنٹ کا نقصان یوں ہی کہ عدالت کے مصارف زیادہ ہو جائینگے ہر کام میں دوگنی نہیں تو ڈیوڑہی دیر لگیگی۔ یہہ دونوں باتیں قانون کفایت کے جسے انگریزی میں لا اوف اکانمی (Laws of the conomy) کہتے ہیں خلاف ہیں عدالت کی کارروائی باوجود زیادہ مصارف کے صاف اور واضح نہیں رہ سکتی جیسا کہ اب ہو وجہ ظاہر یہہ ہی کہ اُردو بوجہ ناگری پڑہائیگی اور ناگری اردو پر۔ جب کام کا ذمہ دار کوئی نہو بلکہ اُدہر میں لشکے تو یہی کیفیت ہوا کرتی ہی۔ قطع نظر اسکے بہت سے موقعے ایسے پیش آئینگے جسمیں عدالت کو مغالطہ ہونیکا احتمال کیا جاتا ہی مثالیں اسکی بہت دیجا چکی ہیں دہر انکی ضرورت نہیں حصول ملازمت کی خاطر تحصیل حروف میں جو دیر لگیگی اُسمیں عام ناراضگی کا اندیشہ ہی۔ اسمیں ہندو مسلمان کی قید نہیں ہی دونوں برابر ہیں۔ اسمیں شبہہ نہیں مجموعی حیثیت کے خیال سے ہندوں کو ہی اس دوگنی سے نقصان پہنچیگا۔ مالہ وہ نقصان مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہوگا اور ہندو اُس نقصان کو پورا کر کے فائدہ کی طرف رجوع کرینگے اور مسلمان صدمہ عظیم سے زچ ہو کر زیادہ اور زیادہ نقصان کی طرف مائل ہونگے۔ لیکن اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ کوئی فریق اسکے برے اثر سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ ایک زبان اور ایک حروف تہجی کے بجائے دو کا حاصل کرنا کوئی منہہ کا نوالہ نہیں کہ لیا نگل لیا۔ جب کافی دستگاہ ہو گی تو کام چلیگا۔ وہ وقت جو کسی مفید مطلب کام میں صرف ہو کر باعث ترقی اور اسائش عامہ ہوتا صرف حفظ خطوط اور مشق نقوش میں ضائع ہوا کریگا مانوس زبان کے حروف کا تحفظ اور غیر مانوس زبان کے حروف کا ضبط کوئی آسان کام نہیں ہی جسنے بڑی عمر میں آکر کسی زبان کے حروف تہجی سیکھے وہی اندازہ کر سکتا ہی۔ اگر نقصان برداشت کرنیوالے فریق خالی ہندو ہوتے اور مسلمان بے تعلق ہوتے ہم نہایت مضبوطی کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ اُنکی آتش شکایت مشتعل ہو کر گردون گردان تک پہنچی ہوتی +

اوپر کی بحث سے صاف ظاہر ہو گیا ہوگا کہ سب سے زیادہ نقصان برداشت کرنیوالی فریق گورنمنٹ ہی۔ مگر سوال پیدا ہوتا ہی کہ ایسی عادل ایسی منصف اور آئین سلطنت کی اصول سے بالکل واقف گورنمنٹ کیونکر ممکن ہے کہ دیدہ و دانستہ اپنا نقصان کرے اور حالانکہ گورنمنٹ کا نقصان وہ اہم امر ہے جسپر کسی اور نقصان کو ترجیح نہیں دیسکتے۔ مالی نقصان کوئی وقعت کے قابل نہیں لیکن اُسیوقت تک کہ اُسمیں رعایا کا فائدہ ہو مگر رعایا کا فائدہ بہی نہ ہو اور مصارف بہی زیادہ ہوں۔ اسکو ایک سمجھدار گورنمنٹ جو خصومت اور نفسانیت سے مبرا ہو نہیں برداشت کر سکتی۔ ہماری گورنمنٹ سے بعید از قیاس ہی کہ اس قسم کے فعل کی مرتکب ہو جسمیں رعایا کے آرام اور آسایش میں خلل واقع ہوتا ہو۔ نفس واحد کا اس موقع پر ذکر نہیں عام رعایا سے غرض ہی۔ سوائے اسکے اور کچھہ سمجھہ میں نہیں آتا کہ گورنمنٹ نے از روئے نیک نیتی اور بغرض مفاد عام یہہ غلطی اتفاق سے کہائی ہے اور کوئی بات نہیں ہی۔ اگر غلطی پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے تو کوئی شبہ نہیں ہی کہ گورنمنٹ اپنی غلطی کا اعتراف کرے اور اپنے احکام واپس لے یہہ ایشیائی گورنمنٹ نہیں ہی۔ یہہ ہی برٹش گورنمنٹ۔ اس میں نفسانیت کو دخل نہیں حق پرستی اور صلاح حال اسکا اصول ہی۔ چونکہ گورنمنٹ کو سہو ہوا ہی ہمارا فرض ہی اور کتنا بڑا فرض جس سے بدگمانیاں دور ہوتی ہیں۔ کہ گورنمنٹ کو بدلائل مبینہ مطلع کر دیں اور بدلائل موجہ ثابت کر دیں کہ اُسنے غلطی کہائی ہے۔ نیٹو برٹش سبجکٹ ہونیکے خیال سے ہمارا فرض ہی جتلا دینا اور سمجہا دینا۔ اگر ہم جتلا سکے اور وجوہ موجہ دیکر سمجہا سکے تو اُسمیں کوئی شبہہ نہیں ہی کہ گورنمنٹ اپنی کارروائی واپس لیلیگی۔ اور اگر ہم نہیں سمجہا سکتے اور اپنے فرائض کے ادا کرنے میں اب کوتاہی کرتے ہیں۔ تو یاد رہے اسکا الزام گورنمنٹ پر ہرگز ہرگز نہیں ہم خود عتاب کے قابل ہیں۔ عام طور پر مشہور ہی کہ نواب صاحب بہادر صوبہ ناراض ہوتے ہیں اور ناراض ہونگے یہہ اُنکا وہم و گمان ہی اس سے زیادہ اور کچھہ نہیں۔ لیکن افسوس نہیں سمجھتے کہ اس وہم و گمان کی بدولت کتنا بڑا الزام وہ اپنے اوپر لے رہے ہیں اور کتنا بڑا الزام گورنمنٹ کے متعلق کر رہے ہیں +

اس دو عملی کے مقابلہ میں ساری دفتر کا انگریزی میں ہو جانا بدرجہا اولیٰ بہتر اور طمانیت بخش ہی خرچ کی کمی کتنی بڑی بات ہی اور کسی فریق کو مجال گفتگو نہیں۔ گورنمنٹ کی اپنی آسانی کے لئے اگر رعایا کو تہوڑی سی تکلیف بہی ہو تو نہایت خوشی سے رعایا اُسی منظور کرتی اور متحمل ہوتی ہی لیکن گورنمنٹ نے ایسا نہیں کیا میرے خیال میں صرف اسوجہ سے کہ اُسکو رعایا کی آسودگی اور بہبودی کا بدرجہا اولیٰ خیال ہی اتنا بہی نہیں گوارا ہو سکتا ہی کہ زبان تبدیل کرے۔ پہر اردو کی تبدیلی یا اردو کی شرکت کا خیال کسطرح پیدا ہوا +

غریب گنوار جو کہنے کو اُردو نہیں جانتے وہ خیر سے کوئی حروف بہی نہیں جانتے۔ عرضی نویسوں کی محتاجی جیسی اُنکے حق میں ہندی کے ساتھہ ہی ویسی ہی اُردو کے ساتھہ بہی۔ لکہانا اُنکو پڑتا تہا اور لکہانا اُنکو پڑیگا۔ پہر ناگری کے عملدرآمد سے فائدہ +

تمام ملکوں میں ایک خود غرض نفس پرست جماعت سٹیٹ کے لئے مختص ہوا کرتی ہی اس سے ہمارے ہندوستانی بہی مستثنیٰ نہیں ہو سکتے۔ وہ گروہ خوشامدیوں کا ہی یعنے گندم نما اور جو فروشوں کا۔ ہم میں تین قسم کے لوگ ہیں ایک تو وہ غریب جنہیں فکر معاش کی بدولت نہ اتنی فرصت کہ سوچیں نہ اتنی سمجھہ کہ سمجھیں وہ تو ہر طرح سے بری ہیں نہ بہلائی ہی اُنکے متعلق کر سکتے ہیں اور نہ برائی وہ کام والے بندے ہیں اور کام میں مشغول ہو کر نوع انسان کو اپنی اپنی قوت کے موافق فائدہ پہنچاتے ہیں اور اپنے حق الامکان اپنا کہہ در گورنمنٹ کے اصول کے مطابق گورنمنٹ کے کانوں تک پہنچا کر داد رسی چاہتے ہیں۔ یہہ لوگ گورنمنٹ کے فدائی گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ ہیں۔ انہیں سے گورنمنٹ کو استحکام ہے۔ تیسرا فرقہ اُن لوگوں کا ہی جنکی دین دنیا اپنی آسایش ہی۔ اس آسائش کی خاطر جو کریں تہوڑا ہی انکی بہاری آنکہہ اپنے فرد جسم سے علیحدہ ہو کر دوسری طرف نہیں اُٹہتی ہی۔ نہ کسی دوسرے کے رنج و راحت نے اُنہیں محسوس کیا ہی نہ اسکی کوئی حقیقت سمجھتے ہیں خود سلامت جگ سلامت اُنکا اصول ہی۔ یہہ لوگ انتہا درجے کے خوشامدی اور عیش پرست ہیں اُنکے حیلہ سے نہ اپنی قوم ہی محفوظ ہی اور نہ سٹیٹ۔ ملک کے لئے مفید ہونیکے بجائے جونک کی طرح ملک کا خون چوستے ہیں اور پہر جاجوں کے توں بہوکے کے بہوکے۔ ان کا کوئی اعتبار نہیں یہہ خوشامد سے گورنمنٹ کو دہوکے میں رکہنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ برٹش گورنمنٹ نفسانی اور خود غرضی کے اوپر قائم

رسید

مدرسہ معینیہ متعلقہ انجمن ہزارہ علمیہ رنگون کیلئے

زیر کرہ علمیہ رنگون کی ضرورت ہے ایک عالم کی ضرورت ہے جو وعظ بہی کر سکیں اور اردو فارسی پڑہا سکیں بہی اردو فارسی روپیہ ماہوار تنخواہ روپیہ کیلئے تقرر ہوگا اور خرچ سفر بہی دیا جائیگا درخواست بنام سیکرٹری پریسیڈنٹ عبد الباری پریسیڈنٹ انجمن ہزارہ علمیہ رنگون

سلام نمبر ۱۶ سٹریٹ رنگون ہوگلی چائنا

عبد الباری عفی عنہ

از رنگون

نہیں ہوئی ہے۔ برٹش گورنمنٹ سبکو برابر حقوق دینا چاہتی ہے اور کمزور کی حمایت کرنا چاہتی ہے اور خود صرف وہ حقوق لینا چاہتی ہے جنکی وہ مستحق ہے۔ خوشامد کو گورنمنٹ احسن نہیں سمجھتی۔ گورنمنٹ کے احکام نیک نیتی سے فلاح رعایا کی خاطر صادر ہوتے ہیں۔ رعایا کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کو اپنی تکلیف سے متنبہ کرے۔ جسطرح نیچر میں نیچر کے اصول کا نتیجہ قطعی اور لابد ہوتا ہے اسی طرح سے اخلاقی دنیا کا اصول بھی قطعی اور لازمی ہوتا ہے اخلاقی دنیا کا سب سے بڑا اصول یہہ ہے کہ ہر ایک آدمی اپنے فرائض کو تا حیطہ امکان ادا کرے ہمارے فرائض گورنمنٹ کے متعلق بھی ہیں۔ گورنمنٹ اپنا فرض رعایا کے حق میں ادا کرتی ہے ہمارا بھی فرض ہے کہ گورنمنٹ کو گرم و سرد سے آگاہ کریں اپنا دکھہ درد جتلائیں۔ اگر ہم ایسا نہیں کرینگے تو اخلاقی دنیا میں بڑی ذلت سے دیکھے جانیکے مستحق ہونگے نتیجہ صریح یہہ ہوگا کہ ہماری تمدنی حالت روز بروز پست ہوتی جائیگی۔ کیونکہ تمدنی حالت اخلاقی حالت کے تابع ہوتی ہے نتیجہ صاف ہے اور وہ یہہ ہے کہ گورنمنٹ کو اپنا دکھہ درد جتلانا ہمارا فرض اتم ہے۔ گورنمنٹ اس سے ہرگز ناراض نہیں ہوسکتی جن لوگوں کا خیال ناراضگی سے مربوط ہے وہ گورنمنٹ پر سخت ظلم کرتے ہیں جسکی گورنمنٹ کسی طرح سے مستحق نہیں اور نہ متحمل ہوسکتی ہے اگر ہم گورنمنٹ کے صادق الارادت اور وفاشعار رعایا ہیں تو لازم ہے کہ خاموش نہ رہیں گورنمنٹ کو مغالطہ سے نکالنے کی کوشش کریں اور ناگری کے نقصانات اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت اور ہر طرح سے جتلاتے رہیں +

ایک زبان اور ایک رسم الخط جو تمام ہندوستان میں اور خصوصاً ممالک مغربی شمالی و پنجاب میں عام طور پر رائج ہے جسکی طرف سے کبھی کوئی شکایت نہیں ہوئی جس سے بڑھکر کوئی دوسرا خط موزوں نہیں ہوسکتا ہے۔ خواہ جلدی لکھے جانیکے خیال سے خواہ پڑھے جانیکی قابلیت کے لحاظ سے خواہ حسن صورت کے معیار سے ہر سمجھہ میں نہیں آتا ہے کہ دوسرا خط کس مصلحت سے شامل کیا جاسکتا ہے ہندوستان کی زبان اُردو ہے جسکو ناواقف اور کم فہم ہندی سے تعبیر کرتے ہیں ہر کہ دمہ اس سے واقف ہے اور مناسب حال اسقدر ہوگئی ہے کہ حروف شناسی کے بعد ہی اس کے لکھنے اور پڑھنے کی قابلیت آجاتی ہے۔ ہر ایک لفظ اسمیں اُسی سرعت کے ساتھہ لکھا جاسکتا ہے جس سرعت سے ولایت میں شارٹ ہانڈ لکھتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ہندی کو اسکا شریک ٹھہرایا جاتا ہے + عبدالرحمن از ہوشیارپور

مکرمی جناب اڈیٹر صاحب زید حمایتہ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ الحمد للہ کہ آپکی سعی جمیل کا اثر شروع ہوگیا حامیان اسلام نے جابجا سے چندہ حجاز ریلوی کے لئے اعانت شروع کردی اب مجکو ہر ہفتہ اسی امر کا انتظار رہتا ہے کہ دیکھئے ایکے کسقدر چندہ اس ریلوی کا جمع ہوا ہوگا۔ الحمد للہ علی احسانہ کہ یوماً فیوماً ترقی فراہمی چندہ کی خبریں آرہی ہیں اور مسلمان ہیں کہ خوشی اور جوش اسلامی سے لبریز ہوکر ہر جگہ اس مقدس ریل کے لئے چندہ دینے کو آمادہ ہورہے ہیں۔ حیدرآباد میں جناب مولانا ملا محمد عبدالقیوم صاحب مدظلہم فراہمی چندہ کے لئے بیتاب ہورہے ہیں اور سُنا گیا ہے کہ حضرت ملا صاحب نے وصولی چندہ کا انتظام شروع کردیا ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک۔ میں جو آپکے اخبار میں شائع کیا تھا کہ میں یکصد روپیہ کی کتابیں فروخت کرکے اس سب سے زاید ثواب اجر عظیم کے کام میں دونگا۔ سو بفضلہ تعالیٰ اُن کتابوں میں سے اسوقت تک بیحہ کی فروخت ہوچکی ہیں آیندہ درصورت تمام فروخت ہوجانے کتب موعودہ یا بعض جو کچھہ جمع ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ یکمشت اس مقدس ریلوی کے چندہ میں حاضر کرونگا وہ کتابیں یہہ ہیں شرح مسلم الثبوت از مولوی عبدالحق صاحب خیرآبادی ۴ ہر۔ ارشاد رحمانی ملفوظات حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مرادآبادی ۴ ہر۔ دس مہینے کے اندر اندر جو حضرات یہہ کتابیں خرید فرمائینگے اُنکی قیمت اسی چندہ میں دیجائیگی۔ والسلام والاکرام علیکم وعلی ناظرین الوکیل نورالدین عفی عنہ۔ تاجر کتب مصریہ۔ کانپور +

گر پیر نود سالہ بمیرد عجبے نیست
ایں ماتم قسمت است کہ گویند جوانمرد

پرانے اور کہنہ مکانات جنہوں نے زمانہ کی سینکڑوں ٹھوکریں کھائیں اُن کا گرنا زیادہ قرین قیاس ہوتا ہے۔ بمقابلہ اُس مکان کے جو حال ہی میں تیار ہوا ہے۔ پرانے درخت جنکے تنے کھوکھلے ہوگئے ہیں اور جنکی جڑ کی مٹی سرک گئی ہو اُنکے اکھڑ جانیکی زیادہ امید کیجاسکتی ہے۔ بہ نسبت ان نوخیز اور شاداب پودوں کے جو گذشتہ بہار کے دنوں میں لگائے گئے ہیں

غرضیکہ ہر وہ چیز جو مدت سے چلی آرہی ہے اسکو جلد معدوم ہونیکی امید کیجاسکتی ہے بمقابلہ اُس چیز کے جسکا ابھی نشو و نما ہوا ہے یہی حال انسان کا ہے گزرنا زمانہ کا رنگ کچھہ ایسا بدلا ہے کہ ملک الموت جب ہاتھہ ڈالتے ہیں جوانوں ہی پر ڈالتے ہیں حال کا واقعہ ہے ۱۱ ستمبر کو مولوی سید عبدالغفور صاحب ۳۲ سال کی عمر میں ایک اللہ ایک بھائی تین چھوٹے چھوٹے یتیم بچے اور ایک بیوہ چھوڑ کر اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو چلدیئے۔ مرحوم لودیکیڑہ کے ایک معزز خاندان کے ممبر تھے۔ چھہ سات ماہ سے بعارضہ دق مبتلا تھے۔ اُنکے چھوٹے بھائی مولوی سید معین الدین صاحب نے سینکڑوں روپے اُنکے علاج پر صرف کئے مگر کچھہ فائدہ نہ ہوا مرحوم نہایت کریم النفس اور نیک مزاج تھے اس موقع پر میں اُنکے چھوٹے بھائی کی ہمدردی اور علو ہمتی کی تعریف کئے بغیر نہیں رہسکتا جنہوں نے وہ تمام جائداد جو والدہ کی ترکہ سے مرحوم کو پہنچنے والی تھی بخلاف رائے دیگر شرکاء کے مرحوم کی بیوی بچوں کے نام رجسٹری کرادی علاوہ اسکے بعض مواضعات جو مشترکہ روپیہ سے مرحوم کے اپنے نام پر خریدے گئے تھے انکا بھی حصہ لینے سے انکار کردیا مرحوم کے خسر مولوی محمد بشیر صاحب رئیس نتول نے بھی فراغت سے اسیوقت اپنی جائداد کا حصہ کا تملیک نامہ اپنی لڑکی مرحومہ کی بیوہ کے نام لکھدیا خداوند کریم انہیں جزائے خیر دے اور ہر مسلمان کو ایسی نیک کام کی توفیق عطا فرمائے

چشمہ فیض سکول کولمبو

(۱) میں سفیر چشمہ فیض سکول کولمبو پبلک کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ مدرسہ مذکور کیلئے ضروری سامان (فرنیچر) موجود نہونیکے باعث میں مشکلات میں پھنسا ہوا ہوں۔ (۲) مجھے یقین ہے کہ پبلک یہہ اطلاع پاکر اپنے قومی مدرسہ کی چندہ سے امداد کریگی تاکہ ضروری سامان خریدا جاسکے اسلئے میں بڑی ادب والحاح سے التماس کرتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب مجھے روپیہ ہدیتاً یا عاریتاً بطور قرض سود پر یا بلا سود عطا کرینگے تو میں انکا نہایت مشکور ہونگا۔ اور ماہواری اقساط میں روپیہ ادا کرسکونگا۔ (۳) تین سال گذرے جب میں یہ سکول کھولا تھا اور تا حال پبلک نے اسکی طرف توجہ نہیں کی۔ اور مجھے ۴۴۴

نارتھہ ویسٹرن ریلوی اطلاع

"تیسرے درجہ کے مسافران کی بذریعہ ڈاک اور تیز پسنجر ٹرین کے نارتھہ ویسٹرن ریلوی پر روانگی" یکم اکتوبر ۱۹۰۰ء سے تیسرے درجہ کے مسافر جو ایک سو میل سے کم فاصلہ کے لئے سفر کررہے ہوں۔ نارتھہ ویسٹرن ریلوے پر ڈاک اور تیز پسنجر گاڑی میں سفر نہ کرسکیں گے۔ یعنے لالہ موسیٰ و سہارنپور کے درمیان نمبر ۴ ڈون اور نمبر ۵۔ آپ ڈاک گاڑی میں دہلی اور لالہ موسیٰ کے درمیان نمبر ۳۔ آپ پسنجر گاڑی میں۔ لاہور اور دہلی کے درمیان نمبر ۶ ڈون پسنجر گاڑی اور نمبر ۷ آپ اور نمبر ۸ ڈون کراچی میل میں کوٹری اور کراچی کے درمیان۔

ریل کی شاخوں سے روانگی کے موقعہ پر ایکسو میل کی حد سفر کا اس حصہ سے متعلق ہوگی جو مین لائن پر کیا جائے۔ بہ استثنیات ذیل۔

(۱) مسافر جو سندھ ساگر ریلوی کو جاتے ہوں نمبر ۳۔ آپ پسنجر میں روانہ ہوسکیں گے +

(۲) مسافر جو شاخ جموں کو جاتے ہوں نمبر ۳۔ آپ پسنجر اور نمبر ۴ ڈون میل میں جاسکینگے +

(۳) مسافر جو وزیرآباد کہانیوال ریلوی کو جارہے ہوں وہ نمبر ۳۔ آپ پسنجر میں اور لالہ موسیٰ کے پرے نمبر ۴ ڈون میل میں جاسکیں گے۔ اور جو اس لائن سے نمبر ۱۵۔ آپ میں آئیں وہ وزیرآباد سے نمبر ۳۔ آپ پسنجر میں روانہ ہوسکینگے

(۴) مسافر جو شاخ پٹھانکوٹ سے نمبر ۱۱۔ اپ اور نمبر ۲۱۔ آپ مکسڈ ٹرین میں آئیں وہ امرتسر سے نمبر ۳۔ آپ پسنجر اور نمبر ۴ ڈون میل میں بہ ترتیب روانہ ہوسکیں گے۔

(۵) مسافر جو راجپورہ ٹھنڈا ریلوی سے نمبر ۹۶ ڈون لوکل میں پہنچیں وہ راجپورہ جنکشن (مقام اتصال) سے اور جو اس لائن کو جارہے ہوں وہ نمبر ۳۔ آپ اور نمبر ۶ ڈون پسنجر ٹرین میں جاسکتے ہیں +

(۶) مسافر جو کوٹری روہڑی ریلوی کو جارہے ہوں وہ نمبر ۷۔ آپ میں۔ اور جو ادھر سے آرہے ہوں وہ کوٹری سے نمبر ۸ ڈون میل گاڑی میں روانہ ہوسکیں گے +

فارن ریلویز (غیر ریلوں) سے یا اُنکو روانگی کے موقعہ پر ایک سو میل کی حد فاصلہ مشترک فاصلہ پر عائد ہوگی یعنے مقام روانگی سے منزل مقصود تک کل فاصلہ محسوب کیا جائیگا۔ مگر اس فقرہ سے پنجاب میل میں ایسٹ انڈین ریلوے کو جانے آنے والوں پر جو دو سو میل کے فاصلہ کی حد ہے وہ منسوخ نہیں ہوتی۔ ملاحظہ ہو فقرہ ۵۶ کتاب نارتھہ ویسٹرن ریلوی کو چنگ ٹیرف۔ اور نہ ہی اودھ۔ روہیلکھنڈ ریلوے کی ڈاک گاڑیوں میں یہاں سے جانے آنے والوں پر ایک سو نوی میل کی شرط فاصلہ منسوخ ہوتی ہے۔ ملاحظہ فقرہ ۵۸ ٹیرف مذکور +

جو ٹکٹ اول و دوم درجہ کے مسافروں کے ہمرکاب ڈاک یا تیز مسافر گاڑی میں سفر کررہے ہوں۔ قیود بالا انسے متعلق نہیں ہیں

دفتر صاحب ٹریفک سپرنٹنڈنٹ
لاہور مورخہ یکم ستمبر ۱۹۰۰ء

بحکم
سی۔ ایل۔ بسکو صاحب
قائمقام ٹریفک سپرنٹنڈنٹ

محاربہ چین

لنڈن ۲۲ ستمبر - نواح کانٹن میں عیسائیوں کے برخلاف سخت فساد ہوئی ہیں فنیں وسرائے کانٹن کی فوجیں فرو نہ کرسکیں - ایک اور دستہ افواج موقعہ فساد پر آگیا ہی اور اُنکے ساتھ ایک فرانسیسی سفارت کا افسر بھی ہی - ایک جنگی جہاز موسومہ ابو یلانش بھی ساتھ ہی - روسی - فرانسیسی اور جرمنی کی افوج نے آبادی پیٹانگ پر قبضہ کرلیا - انگریزی اور اٹلی کی فوجیں دیر سے پہنچیں - کرنیل سردار پرتاب سنگھ شنگھائی میں اپنے نیزہ بازوں کے ساتھ پہنچ گئے اور آج جہاز سے اُتریں گے + متفقہ افواج جو پیٹانگ میں پہنچیں تو انہوں نے دیکھا کہ وہ مقام دشمنوں نے پہلے ہی خالی کر رکھا ہی - اُنہیں یہہ دیکھکر بہت ہی رنج ہوا کیونکہ وہ سمجھے ہوئے تھے کہ قلعہ میں تین ہزار فوج محصور ہی جو روز روشن میں بھاگ گئی - یہہ معلوم ہوگیا ہی کہ گورنمنٹ امریکہ جرمن گورنمنٹ کی تجویز کو نامنظور کریگی کیونکہ اُنکے اصول حکمرانی کے خلاف ہی کہ کسی سلطنت کو مجبور کیا جاوے کہ وہ اپنی رعایا کو غیروں کے حوالے کریں +

لنڈن ۲۳ ستمبر - کونٹ والڈرسی نے کل پانچہزار مشترکہ سپاہیوں کا بمقام شنگھائی ملاحظہ کیا - بنگال کی فوج نیزہ برداران اُنکی اردل میں تھی اور انہیں کے گھوڑے جنرل اور اُنکے سٹاف کی سواری میں تھے بعد میں کونٹ شمال کی طرف جہاز پر سوار ہوکر تشریف لے گئے - جودھپور کی فوج کا ایک دستہ کولون میں جہاز پر سے اُترا - مقام شانگ میں بہت ہی تھوڑے چینی سپاہی ضائع ہوئے - مگر مشترکہ افواج کے ۱۲۰ سپاہی ضائع اور زخمی ہوئے زیادہ تر کانوں کے پھٹ جانے سے نقصان ہوا -

لنڈن ۲۱ ستمبر - سفیر چین متعینہ لنڈن کو تار پہنچا ہی کہ باکسروں کی بیخ کنی کے لئے شاہی فرمان صادر ہوگیا ہی متفقہ فوجوں کی کارروائیوں کی نواح پیکن میں یہہ غرض ہی کہ خوراک و کوئلہ کا ذخیرہ جمع کیا جائے اور دیسی عیسائیوں کی حفاظت کیجائے اور تجارت بحال کیجائے متفقہ انگریزی اور امریکی فوج پیکن سے پچو پر حملہ کرنے اور قلعہ سن ہی ٹین کو فتح کرنیکی غرض سے روانہ ہوئی ہی - اہل جرمنی بھی انکی مدد کر رہے ہیں +

لنڈن ۲۲ ستمبر - صرف فرانس اٹلی اور آسٹریا نے جرمنی کے مراسلہ کا جواب دیا ہی اور اُسی بلاشرط منظور کرلیا ہے ۲۰ تاریخ کو متفقہ افواج نے پیٹانگ کا جنوبی قلعہ فتح کرلیا - کونٹ والڈرسی شنگھائی میں پہنچگیا ہی - جہاں بمبئی کی فوج سواران اسی قو نصل خانہ جرمنی تک پہنچانے گئی - ۲۰ تاریخ کو لی ہنگ چنگ ٹینٹسن میں پہنچ گیا - وہاں اور ٹاکو میں بھی اسکو کاسکوں نے مکان تک پہنچایا - صرف روسی - امریکی اور جاپانیوں نے اسکا استقبال کیا -

لنڈن ۲۳ ستمبر - جرمنی کے مراسلہ کے جواب میں امریکہ نے لکھا ہے کہ قاتلوں کو سزا دینا ضروریات سے ہی تاکہ آیندہ کسی اور کو جرأت نہو مگر یہہ سزا اُسی صورت میں زیادہ تر موثر ہوگی کہ فغفور چین خود اپنے طور پر دیں اسلئے امریکہ گورنمنٹ نے سفارش کی ہی کہ چینیوں کی گورنمنٹ کو یہہ سزا دینے کا اپنے طور پر موقعہ دیا جاوے اور اس شرط سزا دہی کو شرائط صلح کا ایک جزو قرار دیا جاوے - جنرل ہوپ فراسر جرمنی نے کپتان گرفن کی قابلیت اور شجاعت کی جو انہوں نے معرکہ لینگ سنگ میں دکھائی بڑی تعریف کی - امریکہ نے روس کو جواباً لکھا ہی کہ بالفعل ہمارا ارادہ نہیں کہ سفارت پیکن سے اُٹھائی جائے مگر واشنگٹن کی ایک مراسلت سے ظاہر ہوتا ہی کہ امریکہ کا ارادہ نہیں کہ آیندہ کسی مقام پر حملہ کیا جاوے اسلئے اُنکی فوج کونٹ والڈرسی (جرمن کمانڈر انچیف) کی کسی پیشقدمی میں شامل نہوگی -

لنڈن ۲۴ ستمبر - امریکہ والوں نے چین کو جواب لکھا ہی کہ ہم لی ہنگ چنگ اور پرنس چنگ کو گفتگوئے مصالحت کے لئے سفیر خاص منظور کرتے ہیں - انہوں نے مسٹر کانگر (سفیر امریکہ متعینہ پیکن) کو اجازت دی ہی کہ وہ ان سے صلح کی گفتگو کریں - امریکہ نے کچھہ اور جنگی جہاز چین کو روانہ کئے ہیں شنگھائی سے تازہ خبر موصول ہوئی کہ پرنس ٹان گرینڈ کونسل کے پریسیڈنٹ ٹانگ فوسانگ جنرل چنگ (نائب اعلیٰ باکسران) گرینڈ کونسلر اور چنگ جو غیر اقوام کا سخت مخالف ہی شنگھائی کا ٹوٹائی مقرر ہوا ہی - اخبار ٹائمز کا نامہ نگار لکھتا ہی کہ اگرچہ سفرائے دول غیر نے نامنظور کیا تھا پھر بھی سفیر پیکنگ اس غرض سے واپس آرہا ہی کہ شرائط صلح کی تکمیل میں امداد دے شنگھائی کے انگلش اور فرانسیس قونصلوں نے چنگ کی تقرر پر اعتراض کیا ہی پیکن کے چینیوں کا بیان ہی کہ اب فغفور اور نغفورہ اس محل میں کبھی قدم نہ رکھینگے کیونکہ اُسے وحشیوں نے ناپاک کردیا ہی -

لنڈن ۲۵ ستمبر - ایک شاہی فرمان روس کا شائع ہوا ہی جسکا مضمون یہہ ہی کہ روسیوں کی باقی فوج پیکن سے بتدریج حسب موقعہ نکلتی جائیگی - پیٹانگ کے پرے شنگھائی کو ان ریلوے پر کل روسیوں نے قلو ٹوٹائی پر قبضہ کرلیا - جنرل حیفی افسر افواج امریکہ کی زیر کمان فقط پندرہ سو سپاہی رہینگے اور بجائے کونٹ ویلڈرسی کے سٹر کانگر کے احکام کے ماتحت ہونگے سینٹ پیٹرزبرگ کے سوداگروں کو یہہ اندیشہ ہو رہا ہی کہ بصورت موجودہ کہیں چار چینی کی تجارت بالکل ہی بند نہ ہوجاوے جسکی کمی سے اب بھی بڑا نقصان ہو رہا ہی - کوماچک میں جو دسٹرور (مغربی دریا) پر واقع ہی عیسائی محور توکی ایک کشتی بہر کر آنشباری کی گئی بعد میں ان بیچاریوں کو کنارہ پر لیجاکر وہاں چینیوں نے قتل کرڈالا - مارننگ پوسٹ کو خبر لگی کہ ساری قلمرو چین پر ایک آفت آنیوالی ہی اور ساری سلطنت کا دارومدار پرنس ٹوان اور کانگی کے قبضہ قدرت میں ہے - پیکنگی ویلی کی حالت واقعی سخت نازک ہی اور انگریزوں کو پیکنگ میں لازم ہی کہ ایک لاکھہ سپاہ وہاں موجود رکھیں اسصورت میں اُنکے حقوق کی حفاظت متصور ہی - جرمن والوں کا خیال ہی کہ پیکنگ پر فوج کشی ضرور ہی +

لنڈن ۲۶ ستمبر - روس اور جاپان نے جرمن کے گشتی مراسلہ سے اتفاق رائے ظاہر کی ہی اور جاپانی گورنمنٹ نے بمقابلہ دیگر سلطنتوں کے پرزور الفاظ میں اتفاق رائے کیا - کہا جاتا ہی کہ لارڈ سالسبری نے کل زبانی کونٹ ہٹرفیلڈ سے کہدیا ہی کہ انگریزی گورنمنٹ جرمنی کی تجویز سے متفق نہیں - لی ہنگ چنگ روسیوں کی حفاظت میں ہی اور اوس تک باریابی مشکل ہی وہ تھوڑے دنوں تک پیکن جانیوالا ہی - ۲۹ تاریخ ایک اور دستہ فوج پاٹنگفو کو ٹینٹسن سے روانہ ہوگا - جرمن والونکا دستہ فوج ٹاکو کی طرف روانہ ہوگیا - جنرل چیفی کو سرکاری طور پر باضابطہ حکم آگیا ہی کہ وہ خود تا تصفیہ پیکن میں رہے اور اپنے ساتھہ معمولی سفارت کی فوج ایک رجمنٹ پیادگان - ۴ ترپ سواران اور ایک ہلکا توپخانہ رکھے اور باقی فوج مینلا میں بھیجدے -

لنڈن ۲۷ ستمبر شنگھائی کے تار سے معلوم ہوتا ہی کہ اسکے آثار پائے جاتے ہیں کہ مجوس زیادہ دلیر ہوچلے ہیں تازہ ترین ایرادہائے شائع شدہ میں لعین ازمرگ چنگ لی - اور لی ہنگ کو اعزاز عطا کیا گیا ہی - باربرداری کا جہاز وڈالا ہانگ کانگ میں پہنچگیا ہی -

لنڈن ۲۸ ستمبر - کوانگسی کا قائمقام وائسرائے اجنبیوں کے خلاف شورش کو بڑی زور سے دبا رہا ہی اور مجرموں کو سزائے موت دیجاچکی ہی - دیسی عیسائی کانٹن میں جمع ہو رہے ہیں - جنرل چافی ٹینٹسن میں ہیں اور انہوں نے اپنے طور پر لی ہنگ چنگ سے باب مصالحت میں گفتگو کی ہی - باقی دول سوائے روس کے لی ہنگ چنگ کو تاحال تسلیم نہیں کرتیں - جنرل ٹنگ فوسینگ کو مغربی و شمالی افواج کا افسر مقرر کیا گیا - جو خفیہ احکام صادر ہوئے ہیں ان میں وائسرایان کو حکم ہی کہ اجنبیوں سے ٹکر کر انکو تباہ کردیں دول میں نااتفاقی کی خبروں کے باعث فریق جنگ جو پھر تازہ ہوگیا ہی - روسیوں کے پیٹانگ اور لو کی پر قبضہ کرلینے اور شنگھائی کو ان کی طرف بہ سرعت بڑھ جانے سے ٹاکو میں تردد پیدا ہوگیا ہی - اور برٹش اغراض کی حفاظت کا مطالبہ کیا جاتا ہی + سفراء دول غیر موجودہ پیکن نے پرنس چنگ کو لکھا ہی کہ فغفور اور نغفورہ پیکن میں واپس آجائیں - اخبار ٹائمس کو پیکن سے ایک مراسلت آئی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ سلطنت روس اور انگلستان کے مقاصد اور اغراض کا تخالف ریلوے کی ازسرنو تیاری سے مانع ہی سینٹ پیٹرزبرگ میں روسیو نکے بحری سٹاف نے اعلان کردیا ہی کہ ہم چینی بنادر کو بند کردینگے کیونکہ شنگھائی میں جو چینی جنگی بیڑا تھا اسکی چتون بدلی ہوئی تھی - بمبئی سے خبر آئی ہی کہ روسیوں نے ۲۴ ستمبر کو مقام کرین پر قبضہ کرلیا -

لنڈن ۲۹ ستمبر شنگھائی سے مارننگ پوسٹ کو ایک مراسلہ آیا ہی جسمیں لکھا ہی کہ امید ہی کہ جرمنی کیطرف سے کونٹ والڈرسی ایک الٹی میٹم دینگے جسمیں یہہ مطالبہ ہوگا کہ قتل کنندگان کے پانچ سر غنے حوالے کردئے جائیں - اور اگر انکار کیا گیا تو میں چین کے خلاف اعلان جنگ کردونگا اور قلعہ جات وسنگ اور کیانگ نیگ پر جو شنگھائی اور نگزی کے محافظ ہیں قبضہ کرلیا جائیگا شنگھائی کے چینی عہدہ داربیان کرتے ہیں کہ شہزادہ ٹان نے ایک خفیہ حکم صادر کیا ہی کہ خواہ کچھہ بھی ہو دربار دول غیر سے جنگ کئے جائینگے - ٹائمس کا مراسلہ نگار ہانگ کانگ سے لکھتا ہی کہ بیکانیر اور جودھپور کی فوجیں یہاں کہی جانے سے بدل ہو رہی ہیں اور فوجی حلقوں میں شاہی امدادی افواج کو جنگ سے دور رکھنے کو خلاف مصلحت ملکی سمجھا جاتا ہی -

لنڈن ۲۷ ستمبر - یہہ خبر کہ لارڈ سالسبری نے کونٹ ہٹرفیلڈ سے کہا ہی کہ ہم تجاویز جرمن کے ساتھ متفق نہیں ہوسکتے غلط ہی - ان تجاویز پر انگریزوں کی طرف سے کوئی جواب نہیں دیا جاسکتا جب تک پیکن سے مزید اطلاع نہ پہنچے - کوانگ ٹنگ میں تاحال مشنوں کو جلایا اور لوٹا جاتا ہی - مشنری بھاگ گئے ہیں - مگر تین ہزار چینی عیسائی بے پناہ ہیں - کل روسی سٹاف چلا گیا ہی اور کئی روسی فوجیں ٹاکو سے پورٹ آرتھر کو جا رہی ہیں +

کماسی سے تار آیا ہی کہ فوجکدو کالم وہاں سے شمال کی طرف سر ہربرٹ کے احکام لیکر روانہ ہوگئی ہیں کیونکہ وہاں لڑائی ہوگئی ہی -

ہندوستان کی خبریں

تحریک کی گئی ہے کہ پنجاب سے جو قلی بار برداری کیلئے چین بھیجے گئے ہیں اگر انکی ضرورت نہ ہو تو واپس نکالے جائیں بلکہ مسلح کرکے ان سے مقامی حفاظت کا کام لیا جائے۔

اس سال ہندوستان کی آزاد ی وقت میں جو فیاضیاں دکھائی گئی ہیں انمیں سے کوئی بھی شمال کی فیاضی سے لگا نہیں کھاتی۔ اس چھوٹی سی بستی میں کل پانچ لاکھ کی آبادی ہے۔ جسکا دسواں حصہ بھی گوری نہیں نیگ (انگریز) نے اس آبادی کو بالکل تباہ کردیا ہے۔ تمام پیشوں اور تجارت و زراعت کا ستیاناس ہوگیا ہے۔ مگر اس مصیبت میں بھی وہاں سے اونہوں نے تین ہزار پونڈ قحط زدگان ہند کے لئے بھیجے ہیں۔ ابھی ایک سال گذرا ہے کہ اہل ہند و شمال میں کچھ رنجش سی تھی کیونکہ شمال والوں نے اہل ہند کو انتخاب کے حق سے محروم کردیا تھا۔ مگر اس جنگ نے کچھ باہم ہمدردی پیدا کردی ہے اور امید ہے کہ اگر اب ہندی آبادکار وہاں جائیں تو انکی اچھی آؤ بھگت ہوگی۔

پیگو سے مولمین ۱۴ میل ہے۔ گورنمنٹ ہند نے اس ضلع میں ریل کی سڑک کے لئے پیمائش کرنیکی منظوری دیدی ہے۔

اس سال موسم سرما میں بنگالہ کی فوجیں مقام بیرکچا پر مشقی جنگ کرینگی۔ طیاریاں ہورہی ہیں۔ پچھلے سال یہی جنگ کی تجویز تھی۔ مگر برہت سے بواعث سے رک گئی۔ نوشہرہ کے گھوڑوں میں مرض لفاوترا پھیل گیا تھا۔ جس سے توپوں کا میدان تک لانا محال ہوگیا۔

بمبئی میڈیکل کنجسر وایڈ جی ایل۔ ایم۔ ایس اپنے والد سے بگاڑ ہوجانے پر پراسک ایسڈ (کروے باداموں کا جوہر) کھا کر خودکشی کرلی۔ فیروزپور میں کثرت بارش سے بہت سے مکانات گرگئے ۸ جانوروں کا نقصان ہوا۔

مرادآباد دہلی ریلوی اگلے مہینے سے جاری ہوجائیگی بالفعل مال ہی روانہ ہوگا۔

لیڈی کرزن ہفتہ کے دن بوجہ شدت گرمی کے ڈلہوزی کو واپس آگئیں۔ نواب وائسرائے شکار کے بعد دنیرا ٹپہانکوٹ کی راہ سے واپس آئیں گے۔

مہاراجہ کپورتھلہ نومبر میں ہندوستان واپس آئینگے۔

۲۴۔ تاریخ کو کلکتہ میں مجلس تجارت بنگالہ کے مکان میں ایک جلسہ بصدارت جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر منعقد ہوا۔ کمشنر پولیس نے مال وجان کے نقصان کی مندرجہ ذیل تفصیل بیان کی ۱۲ ہلاک ۱۷ زخمی ۱۸۲ خستہ مکانات اور ۴۰۹ کچے مکانات گرے۔ خانمان بربادوں کی تعداد ۵ ہزار تخمینہ کیجاتی ہے۔ ان کی امداد کے لئے ۷ ہزار روپیہ سے زیادہ اس جلسہ میں جمع ہوگیا۔ اور مزید چندہ کی وصولی کے لئے ایک سب کمیٹی قائم ہوئی۔

بعد کے تار سے واضح ہوتا ہے کہ ۲۴ کو بھی کلکتہ میں دن بھر زور سے بارش ہوتی رہی۔ بازاروں میں پھر کم و بیش سیلاب آگیا۔ اور متعدد مکانات منہدم ہوئے کسی اور جان کے نقصان کی ابھی رپورٹ نہیں آئی۔

ولایت کا ایک خط منظور ہے کہ غالباً سر سفیلڈ کلارک ہندوستان کے کمانڈر انچیف ہونگے۔ دیگر وسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ سر آرتھر پاجٹ ہی اس عہدہ پر مستقل کردیئے جائیں گے۔

صاحبزادہ نواب عبیداللہ خان صاحب سی ایس آئی وزیر اعظم ٹونک نے اس دار فانی سے رحلت کی۔

اخبار شہرہ آفاق گیا پر ایک صاحب رامچرن سنگھ نامی نے ازالہ حیثیت عرفی کا دعوی دائر کیا ہے۔

بہار میں کاشت نیل کی ناکامی کی وجہ سے تجویز ہے کہ صوبہ مذکور میں نیشکر کی کاشت کیجائے۔ اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے عنقریب ایک مختصر سی کمیٹی منعقد ہونے والی ہے۔

افسوس ہے کہ دیوان رامکرام صاحب بالکٹ ڈیئر اخبار پنجاب آرگن وزیر آباد نے بمرض استسقا ۲۰ ستمبر کو لاہور میں انتقال کیا۔ رنگون میں پچھلے دنوں سخت بارش ہوئی۔

بمبئی یونیورسٹی نے اعلے امتحانات زراعت کی پہلی ڈگری قائم کی اب تک صرف ڈبلو مہ ملتا تھا۔

ایک انڈین آرمی سرکلر بیاضابطہ طور پر مشتہر کیا گیا ہے کہ پنجاب کی سرحدی فوج کا صدر مقام اس سال ایبٹ آباد ہوگا۔

چترال ریلیف کی روانگی اگلے ہفتہ سے شروع ہوگی جگدرہ تا دیر کانی حفاظت کی احتیاط کی گئی ہے۔

ریلوی کنفرنس کا اجلاس شملہ میں ختم ہوگیا پیر کو آخری جلسہ تھا جبکہ بقیہ امور طے ہوگئے ہیں۔

ہفتہ گذشتہ میں ہندوستان میں قحط زدگان میں ۴ لاکھ گھٹ گئے تیس لاکھ باقی ہیں۔ بمبئی میں ایک لاکھ۔ ممالک وسط میں ڈیڑھ لاکھ۔ حیدرآباد ۶۵ ہزار۔ برار میں ۲۵۰۰۰ گھٹے۔

حال کے طوفانوں نے سڑک ہائے کشمیر کو بہت نقصان پہنچایا۔ کئی پل ٹوٹ گئے رستے کٹ گئے۔

آنریبل نسل اسپان کی کمیٹی کا کام اپریل آئندہ تک ختم ہوگا مدراس کا ٹھیاوار راجپوتانہ بھی جاویگی۔

موضع تلونگہ (گورداسپور) میں ہیضہ سے دو روز میں ۲۲ کس عدم کو سدھارے۔ گانوں والے باہر نکل گئے۔

کلکتہ میں بارش تھم گئی۔ مکانات گر رہے ہیں۔ بوجہ طوفان کے بیماری ہیضہ سختی سے پھوٹی۔

اضلاع حصار۔ رہتک۔ گورگانوہ۔ دہلی۔ کرنال میں شرح اموات بڑھ گئی ہے۔ بالخصوص ضلع رہتک میں جہاں فی ہزار بحالت صحت ۴۳۔ اموات تھی اب ۸۰ ہے۔

علیجان مشہور قلب ساز بانداسمہ اپنے چند ہمراہیوں کے گرفتار ہوگیا ہے۔ اور اس نے جرم سے اقبال کرلیا ہے۔

بمبئی اخاطہ کے ڈائرکٹر آف لینڈ ریکارڈز کی سالگذشتہ کی رپورٹ میں درج ہے کہ ضلع بروچ کے ایک کاشتکار کو دو لوہے کی تختیاں زمین میں سے دبی ہوئی ملیں۔ جنہیں رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے پاس بھیجا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ اس عطیہ اراضی کے متعلق ہیں جو آج سے تین ہزار ایک سو ساٹھ سال پہلے برہمنان ضلع بروچ کے حق میں کیا گیا تھا۔ نئی بندوقیں لی انفیلڈ سب سے پہلے ضلع پشاور کی فوجوں کو تقسیم کیجائینگی۔

آسام میں خشک سالی کے باعث چار کی پیداوار کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

گنیش کھنڈ میں لیڈی نارتھ کوٹ نے ایک پردہ پارٹی دی جسمیں بہت سی انگریز۔ پارسی۔ ہندو اور مسلمان لیڈیاں شامل ہوئیں۔ امیر صاحب کے برٹش ایجنٹ پشاور سے کابل چلے گئے۔

احمد آباد میں سمی نور بہائی کو بعلت قلب سازی تین سال قید بامشقت کی سزا ہوئی۔

انڈین مڈلینڈ ریلوے نے جو تخفیف شدہ شرح کرایہ امتحاناً جاری کی تھی اس میں کامیابی ہوئی ہے۔

ایسٹ انڈین ریلوی کمپنی ان خوراکی اشیاء کو جو مارگن سکاٹ سوداگران لنڈن قحط زدگان ہند کے لئے ارسال کرتے ہیں بلا کرایہ پہنچائینگی۔

یہ تجویز منظور ہوگئی ہے کہ طبی انتظام کے لئے ضلع عدن کو بمبئی سے علیحدہ کیا جائے۔ اور ضلع مذکور ایک ہندوستانی میڈیکل سروس کرنل کے زیر اہتمام رہے۔

مدراس کے امتحانات وکالت کا نتیجہ تعجب انگیز ہے کل دو سو امیدواران وکالت درجہ اول میں سے ایک پاس ہوا اور امیدواران درجہ دوم میں سو میں سے ایک بھی کامیاب نہیں ہوا۔

اغلباً مسٹر مالس کی بجائے مسٹر ڈنگ جنرل ٹریفک منیجر ایسٹ انڈین ریلوے ایجنٹ مدراس ریلوے مقرر ہونگے۔

۲۵۔ کو بتقریب تشریف آوری حضور گورنر جنرل چنبہ میں چراغاں ہوئی۔ اسی تاریخ حضور ممدوح مع سٹاف چنبہ سے ڈلہوزی کی طرف تشریف لیگئے اور وہاں سے ۲۶ کی صبح کو نہضت فرمائے شملہ ہوئے۔

امپیریل لیجسلیٹو کونسل کا دوسرا اجلاس ۶۔ اکتوبر کو ہوگا۔ جس میں سلیکٹ کمیٹی کی آخری رپورٹ مسودہ قانون انتقال اراضیات پنجاب کے متعلق پڑھی جائیگی۔ اور آخری بحث غالباً ۱۹۔ اکتوبر کو ہوکر بل پاس ہوجائیگا۔ سکرٹری آف سٹیٹ کی منظوری حاصل ہوچکی ہے۔

مسٹر ریواز ممبر کونسل وائسرائے اور مسٹر ہولڈرنس سکرٹری صیغہ ریونیو گورنمنٹ ہند شروع نومبر میں بنگالہ اور ریونیو کے بعض معاملات پر گورنمنٹ برہما سے گفتگو کرنے کے لئے برہما جائینگے۔

فیروز سے واپسی نے پر مسٹر ایف پی ینگ امرتسر کے اور مسٹر بی۔ جے فیگن ہوشیارپور کے ڈپٹی کمشنر مقرر ہونگے۔

لاہور کے بار وکلا نے گورنمنٹ ہند کی خدمت ایک میموریل مسودہ قانون انتقال اراضیات کی اس دفعہ کے خلاف ارسال کیا ہے۔ جس کے رو سے وکلاء کا مقدمات زیر ایکٹ مذکور میں پیش ہونا ممنوع کیا گیا ہے۔

عالیجناب لارڈ کرزن اور لیڈی کرزن ۲۹ ستمبر کو چنبہ سے شملہ واپس پہونچگئے۔

دریائے اٹک کی طغیانی نے پہر ڈیرہ اسمٰعیل خاں کو خطرہ میں ڈالدیا تھا اور خوف تھا کہ کہیں سخت نقصان نہ ہو مگر طوفان تھم گیا۔ اب ایک سال تک کوئی اندیشہ نہیں۔

کی گئی تھی۔ رات کو چراغاں ہوا۔ جس میں بیوقت بارش نے کسیقدر بد مزگی پیدا کی۔

اسلامی خبریں

فہرست زر چندہ جو میاں غلام نبی حبیب اللہ صاحبان تاجران شال۔ امرتسر کو وصول ہوا۔

میزان مندرجہ اخبار وکیل ۲۴ ستمبر ۱۹۰۹ء ماہیہ

منشی محمد امین صاحب از ڈیرہ غازی خان ... ... تین روپے۔

(کل میزان ماہیہ ۱۱۰)

قصبہ بٹالہ ضلع گورداسپور میں مولوی احمد علیصاحب کی سعی سے حجاز ریلوے کے لئے چندہ ہونا شروع ہوگیا ہے۔ اسوقت تک ۱۰۰ روپیہ حسب ذیل ہو چکا ہے:۔ مولوی احمد علی صاحب ۴۰ ۔ حاجی غلام محمد صاحب ۴۰ ۔ مہر نبی بخش صاحب ذیلدار ۱۰ ۔ مہر علی بخش صاحب نمبردار ۴ ۔ مہر کرم الدین صاحب ۴ ۔ مہر گلاب صاحب ۴ ۔ مہر محمد منیر صاحب ۴ ۔ مولوی امام الدین صاحب ۴ ۔ فرید بخش صاحب ملازم کراچی والے ۴ ۔ شیخ محمد بخش صاحب ۴ ۔ چوہدری بوٹا صاحب ۴ ۔ ایک پردیسی للّٰہ ۔ عبد الکریم صاحب امام مسجد ۲ ۔ + خداوند کریم مولانا صاحب ممدوح اور ان تمام صاحبان کو جنہوں نے مولانا صاحب کے ساتھ اس کار خیر میں شرکت کی ہے جزائے خیر عطا فرمائے۔

نروانہ ریاست پٹیالہ میں سید محمد ابراہیم صاحب کی کوشش سے للّٰہ ۳۴ چندہ حجاز ریلوے کا جمع ہو جانے کی خبر کسی پہلے پرچہ میں درج ہو چکی ہے۔ اس ہفتہ سید صاحب موصوف کے خط سے معلوم ہوا ہے کہ اصحاب نے دل کی ہمت نے رقم مذکور کی تعداد للّٰہ ۵۰ تک پہونچا دی ہے۔ منشی محمد عمر خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر ۱۰ ۔ میر اصغر علیصاحب سیاہ نویس ۱۰ ۔ خان محمد صاحب منصرم ۱۰ ۔ محمد عبد الرحمن پٹواری ۱۰ ۔ محمد عبد السلام صاحب منصرم ۱۰ ۔ مولوی عبد المجید صاحب بسوہ ۱۰ ۔ عزیز نگر چندہ کے متعلق بہت کوشش فرما رہے ہیں۔ خداوند کریم انکی ہمت میں برکت دے۔

جشن سلور جوبلی حضرت سلطان المعظم

اعلیحضرت ملکہ معظمہ دام اقبالہ نے مرحمان فشر کو خاص سفیر اس غرض سے مقرر فرمایا تھا کہ حضرت خلافت پناہی کی خدمت میں بحیثیت سفیر انگریزی متعینہ قسطنطنیہ سلور جوبلی کے موقع پر مبارکباد دی۔ ۳۱ اگست کو انہیں حضرت خلافت پناہی نے شرف باریابی عطا فرمایا اور لیڈی فشر اور انکی دو صاحبزادیاں بھی اس موقع پر ساتھ تھیں۔ سلطان المعظم نے لیڈی فشر کو تمغہ شفقت عطا فرمایا۔ یکم ستمبر کو جلسہ جوبلی کامیابی کے ساتھ ہوا۔ چاشت کے وقت جمیع اعیان اور عمائد سلطنت کا محل یلدیز میں دربار ہوا۔ تمام دینی فوجی۔ سول خاندانی اراکین سلطنت موجود تھے اور نیز عیسائیوں کے رئیس اعظم بھی باریاب ہوئے۔ بوقت عصر سفرا دول غیر کو شرف باریابی حاصل ہوا اس موقع انکے ہمرکاب خاص سفیر تھے جو اس موقع کے لئے خاصتاً اپنی اپنی گورنمنٹوں کیطرف سے بغرض مبارکباد آئے ہوئے تھے۔ سر نکلس اوکونر اور امیر البحر سرجان فشر نے حضرت ملکہ معظمہ کیطرف سے بعیت ہند گر مبارکباد دی اور ملکہ معظمہ کے دست خاص کا لکھا ہوا مبارکبادی کا خط حضرت سلطان کو دیا۔ اسیطرح اور سفرا نے مبارکبادیں دیں۔ فقط آسٹریا کیطرف سے کوئی خاص سفیر نہ تھا اور انکی طرف سے فقط مقررہ سفیر نے یہ خدمت ادا کی۔ شام کے وقت سرجان فشر نے جہاز موسومہ سرببر میں ایک ضیافت دعوت دی اور جہاز ٹائن سے ایکہزار ہوائیاں اس خوشی کی تقریب سے چلائی گئیں۔ یہ جلسہ ۲ ستمبر کو ختم ہوئے اور اسروز حضرت خلافت پناہی نے ایک ڈنر دیا۔ قیصر جرمن نے حضرت سلطان المعظم کیخدمت میں بخصوصا چند نقشے اور عکسی تصویریں بھیجیں جو خاصکر کنعان کے مختلف موقعوں کی تھیں۔ زار روس نے اس تقریب سعید پر حضرت خلافت پناہی کیخدمت میں ایک گھڑی کلاک تحفہ کے طور پر نذر کیا جو بڑی قیمتی جواہرات سے مکمل تھا۔ موسیو لبیو ریا پریسیڈنٹ سلطنت جمہوری فرانس نے چند نہایت قیمتی زرنگار ریشمی بھری تحفتاً بھیجے تھے اور نیز سورس کا بنا ہوا چینی کا ایک طشت بھی بھیجا۔

حضرت خلافت پناہی نے اس جشن سعید کی یادگار میں کل بقایا خراج جو ۱۳۰۰ھ تک رعایا سے واجب الوصول تھا اور جسکی تعداد ایک کروڑ تیرہ لاکھ اور تہتر ہزار پونڈ تھی۔ معاف کر دیا۔ ترکی کونسل مقیم کولمبو نے سفیر عثمانی متعینہ لندن کیخدمت میں حسب ذیل تار روانہ کیا۔ مسلمانان کولمبو نے مجھسے خواہش کی ہے کہ میں حضرت خلیفۃ المسلمین

اخبار اقدام

راوی ہے کہ ایک شاہی فرمان صادر ہوا ہے جسکے رو سے بابعالی کو اجازت دی گئی ہے کہ اناطولیا اور سمرنا قصابا ریلوے کو بلا دیں۔

ترکی اخبارات شاکی ہیں کہ سامان بار برداری کی فقدان کو سبب سے سلط سے مکہ معظمہ تک سامان تار کے پہونچنے میں دقتیں پیش آتی ہیں اسلئے حکام دمشق نے ایک سو اونٹ مقام معن میں فوجی حکام کے پاس بھیجے ہیں جنکو تفویض تار و نکا لگانا ہے۔ حکام دمشق نے بعض سوداران قبایل سے یہ بھی معاہدہ کیا ہے کہ ایک ہزار پانصد سو اونٹ کرایہ پر لیں جو تاریں اور ستون وغیرہ سامان ٹیلگرافی مرتبہ میں لیجا سکیں جو دمشق میں فراہم ہوئی ہیں۔ ایک سردار قبیلہ نے یہ اقرار کیا ہے کہ میں معن سے اگلے سٹیشن یعنے مدینہ صالح تک ضروری سامان پہونچا دونگا۔

ایک فرمان سلطانی کے رو سے روسیوں کو اجازت دی گئی ہے کہ اپنا بحیرہ اسود کا بیڑہ جنگی جہازات باسفورس اور ڈارڈنلز میں سے نکالے جائیں۔ یہ بیڑہ چین کو جا رہا ہے۔

صنعا میں سخت بارش ہوئی۔ علاقہ ولایت اہتہ بازار سے آٹھ سو پونڈ حجاز ریلوے کے لئے جمع ہو گئے ہیں۔

صوبہ ایچ ایل سے خبر آئی ہے کہ حجاز ریلوے کے چندہ میں وہاں سے ۷۲۶۸ قرش جمع ہو جائیگا۔

ولایت ازمیر اور بصرہ کے اہالی نے دس ہزار شہتیریاں حجاز ریلوے کی پٹری پر بچھائے جانے کے لئے دینی کی ہیں۔ اسی طرح ولایت ادرمید والوں نے چودہ سو شہتیریاں مہیا کی ہیں۔

قسطنطنیہ میں ایک جرابیں بننے والی عورت مسماۃ حوا خانم جسنے پانچ پونڈ پہلے دیئے تھے اب دس پونڈ اور اس چندہ میں دیئے ہیں۔ ایک شخص اسمٰعیل آغا نے تین سو قرش دیئے ہیں۔

محمد طاہر بک صاحب ملک اڈیٹر اخبار المعلومات نے حضرت خلافت پناہی کی پچیس سالہ عہد حکومت کے تمام واقعات جمع کر کے ایک قابل قدر کتاب لکھی ہے۔ جو نہایت عمدہ کاغذ پر بہت خوشخط طبع کی گئی ہے۔ اور جسے انہوں نے بروز جوبلی حضرت سلطان المعظم کیخدمت میں پیش کیا۔ حضرت امیر المومنین نے شفقت شاہانہ اور مراحم خسروانہ سے انکو تمغہ مجیدیہ درجہ دوم عطا فرمایا ہے۔ جسکے لئے ہم انہیں مبارکباد دیتے ہیں۔

قسطنطنیہ میں بحکم سلطانی دو کارخانے روٹی بنانے کے کھولے گئے ہیں۔ جنمیں سے ہر ایک روزانہ تیس ہزار رطل روٹی تیار کرتا ہے۔ ایک کارخانہ آخور قپو میں اور دوسرا ساحل الخلیج پر واقعہ ہے۔

ملک مصر میں حضرت خلیفۃ المسلمین کی جوبلی کی مبارک موقعہ پر قاہرہ۔ اسکندریہ اور دیگر تمام مقامات میں نہایت دھوم دھام اور جوش عقیدت سے خوشی منائی گئی۔ تمام مسجدوں۔ مدرسوں۔ ہوٹلوں۔ بازاروں سرکاری دفاتر۔ دفاتر اخبارات۔ دوکلا اور دوکانوں میں بڑے زور شور سے چراغاں کی گئی۔ یہ مبارک شب ہر جگہ مثل روز معلوم ہوتی تھی۔ اسکندریہ میں محل خدیوی کی آرائش بہت ہی بڑھ چڑھ کر تھی۔ خدیو معظم نے اس روز ایک عالیشان دربار کیا جسمیں تمام عمائد و اراکین اور سفرائے دول موجود تھے۔ مدران سب کو دعوت دی۔ مختار پاشا کے ہاں کی آرائش کی بھی مصری اخبارات نے بہت تعریف لکھی ہے۔ اعیان حاضر اور جامع ازہر کی نورپاشی اور روشنی بھی خصوصیت سے دیکھنے کے قابل تھی۔

لیورپول میں حضرت سلطان المعظم کی جوبلی کے روز تمام مسلمان مسجد لیورپول میں جمع ہوئے اور خلیفۃ المعظم کی بقاء دولت و ترقی عمر کی دعا کی گئی۔ شام کو عثمانی طریقہ پر ایک بہت بڑی دعوت دیگئی جسمیں تین سو آدمی شامل تھے۔ عبد اللہ کولیم نے حضرت امیر المومنین کی مساعدہ اور نیک عہد کی ترقیوں کا ذکر کیا۔ اسکے بعد کامل ہاک وائس کونسل دولت علیہ نے بتفصیل حضرت خلافت پناہی کی پچیس سالہ عہد حکومت کے واقعات اور ترقیات بیان کیں۔ آدھی رات کے بعد جلسہ نہایت فرحت اور مسرت کے ساتھ ختم ہوا۔ اگلے روز یکم ستمبر ۱۹۰۹ء کو ۱۰ بجے بعد نماز ظہر وائس کونسل کے مکان پر تمام اکابر شہر ان سے ملنے گئے۔ اسی روز وائس کونسل صاحب نے ایک پر تکلف دعوت دی جس میں دو سو آدمی شریک تھے۔ انہیں میں حضرت مصطفے بک کونسل مانچسٹر اور کونسل گلاسگو اور کونسل برمنگہم اور بہت سے اکابر شہر اور بہت سے عثمانی جو انگلستان کے مختلف شہروں میں رہتے ہیں شامل تھے۔ شیخ عبد اللہ کولیم اور دیگر اصحاب نے خلیفۃ المسلمین کے محاسن و محامد بیان کئے۔ اور رات کے ۲ بجے تک یہ جلسہ رہا۔ اگلے روز بارگاہ سلطانی میں مبارکباد کے تار دینے کے لئے کونسل خانہ عثمانیہ میں جو مکلف فروش سے مشرقی طرز پر آراستہ کیا گیا تھا اور جسمیں جا بجا عمدہ عمدہ قطعات اور عثمانی جھنڈے نصب تھے اور برقی اور گیس کی روشنی سے بقعہ نور ہو رہا تھا

میسر کامہ

مصدقہ جناب سنسٹ ڈسٹ کیمیکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں کے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے۔ کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام و خواص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال کے لئے کافی ہے۔ مبلغ دو روپیہ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ (تین روپیہ) خالص ممیزی تاہ بیس روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۴ خرچ بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی میری کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے:۔

المشتہر۔ پروفیسر مینا سنگھ اہلووالیہ۔ مقام بٹالہ۔ ضلع گورداسپور۔ (پنجاب)

تازہ سندات — ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟ — تازہ سندات

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار مینا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے بہت پانی کا جانا دہندہ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں۔ جلن اور کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے۔ اسلئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میری کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے۔

راقم۔ ڈاکٹر ڈی۔ ایم سالکلی صاحب بہادر ایم بی۔ ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ انگلینڈ امرتسر۔

(۲) میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار مینا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے۔ میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج سناۃ مریضہ اتم دیوی بعمر ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے۔ اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور کتھی ہوئی تھیں۔ ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا۔ اسکی بینائی میں اس قدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگہ بھی نہیں پرو سکتی تھی۔ اور وہ اون اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں۔ صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس نے امراض مذکور سے کلی صحت پائی۔

راقم۔ خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے میرے کے سرمہ کا جو کہ سردار مینا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا۔ میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔

راقم۔ ڈاکٹر برج لعل گھوس سائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔ حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں۔ کہ میں نے میرے کا سرمہ۔ جو کہ سردار مینا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے۔ اپنے زیر علاج ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا۔ میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے۔

راقم۔ خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپے کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے

روز بازار پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد مالک و اڈیٹر کے اہتمام سے چھپا